SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 18, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past eleven in the morning, with Mr. Chairman (Mr Wasim sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و هو الذی یرسل الرّیح بشراً بین یدی رحمتہٖ ۝ حتّٰی اذا
اقلّت سحابًا ثقالاً سقنٰہ لبلدٍ میّتٍ فانزلنا بہ المآء فاخرجنا بہٖ من
کل الثمرٰت ۝ کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکّرون۝

ترجمہ ، اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کوخوشخبری بناکر بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو (زمین سے) زندہ کرکے باہر نکال لیں گے - یہ (آیات اسلئے بیان کی جاتی ہیں) تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Leave applications.

جناب فدا حسین ڈیرو صاحب نے ناسازی طبع کی بناء پر آج یعنی مورخہ ۱۸ مئی کے لئے ایوان

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 18, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past eleven in the morning, with Mr. Chairman (Mr Wasim sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و ھو الذی یرسل الریح بشراً بین یدی رحمتہٖ ۝ حتیٰ اذا
اقلت سحاباً ثقالاً سقنٰہ لبلدٍ میتٍ فانزلنا بہ المآء فاخرجنا بہٖ من
کل الثمرتُ ۝ کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون۝

ترجمہ : اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواوں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو (زمین سے) زندہ کرکے باہر نکال لیں گے۔ یہ (آیات اسلئے بیان کی جاتی ہیں) تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Leave applications.

جناب فدا حسین ڈیرو صاحب نے ناسازی طبع کی بناء پر آج یعنی مورخہ ۱۸ مئی کے لئے ایوان

سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب اعتزاز احسن ملک سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ ۱۸ مئی سے ۲۴ مئی تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے ملک سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے ۲۲ اور ۲۴ مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سید اسرار حسین شاہ صاحب ناسازی طبع کی بناء پر 55th اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے ۔ اس لئے انہوں نے سابقہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ میرے خیال میں یہ سابقہ ہو گا ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! اسیر ارکان کی حاضری کے بارے میں ہر روز یہاں سوال اٹھتا ہے اور ہر بار ہم اس امید میں رہتے ہیں ۔ حکومت کے کہنے کے مطابق وہ ان کو لانے کے لئے کوشاں ہے۔ تو ابھی تھوڑی دیر پہلے میری بات ہوئی آفتاب شیخ صاحب کے ساتھ وہ ابھی تک وہیں ہیں اور کوئی movement نہیں ہے ۔ ایک تو یہ بات دوسری جو اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ بات ہے وہ یہ تھی کہ جو document سینیٹر مسز نسرین جلیل صاحبہ نے sign کیا superintendent central prison کراچی کو اور اشتیاق اظہر صاحب نے کہا اس کی نقول بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ لیکن آفتاب شیخ صاحب نے یہ کہا ہے کہ جو document انہیں دیا گیا ہے کہ یہ ان دو سینیٹر حضرات نے sign کئے ہیں ۔ اس کے اوپر عنوان میں تبدیلی کر دی گئی اور اس کے اوپر لکھ دیا گیا to the honourable judge special court تاکہ ریکارڈ کے

اندر رہے اور کل وہ پیش کر سکیں کہ انہوں نے اس پر دستخط کئے تھے۔ میں اس کی کاپی حاصل کرنے کی بھی کوشش کر رہا ہوں اگر یہ بات ہے تو انتہائی قابل افسوس بات ہے۔ یعنی انہیں دو دفعہ یہ کہا گیا ہے پرسوں آپ جج صاحب کی طرف درخواست لکھ کر sign کریں اور ان کو copies دی گئی ہیں کہ یہ ان دو سینیٹرز نے sign کئے ہیں اور ان کے عنوان جج صاحب کی طرف ہے۔ حالانکہ انہوں نے جو sign کر کے دیئے ہیں وہ superintendent jail صاحب کی طرف ہے۔

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب آپ جانتے ہیں کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ جو میرے لئے بھی اور آپ سب کے لئے بھی باعث تشویش ہے یہ جو تاخیر ہوئی ہے۔ میری اس ایوان میں آنے کی وجہ یہی تھی کہ Law Minister صاحب سے اور رضا ربانی صاحب سے تفصیل سے اسی مسئلے پر بات ہو رہی تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوشش کر رہے ہیں اور کچھ اور وقت دینے کی ضرورت ہے۔ جو مجھے تفصیلات بتائی گئی ہیں میں مناسب نہیں سمجھتا کہ میں ایوان میں ذکر کروں۔ کوشش ہو رہی ہے۔ There are some difficulties اسی قسم کی مشکلات at the lower level ہیں تو I think it will be appropriate کچھ اور تھوڑا سا وقت دے دیا جائے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ دوسرا مسئلہ جو میں گزارش کرنا چاہتا تھا۔ جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ جی ذرا راجہ صاحب جی۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ جناب کے علم میں ہے کہ ۴ مئی سے پورے ملک کے اساتذہ ہڑتال پر ہیں آج ۱۸ ہے۔ گذشتہ دو ہفتے سے تمام ملک کے سکول بند ہیں۔ اور تعلیم کی حالت پہلے ہی سے پتا ہے کہ ایشیاء کے ممالک کے اندر پاکستان کی جو standing ہے وہ بہت نیچے ہے۔ اور اگر اساتذہ کو کوئی تکلیف ہے۔ کوئی تنخواہوں کے بارے میں ہے یا ان کی کارکردگی کے بارے میں تو ہمیشہ Federal Government نے ایک واضح پالیسی بنائی اور اسی حساب سے provincial governments کو فنڈز بھی دیتے ہیں اور یہ جو سکیل وغیرہ ہیں وہ اسلام آباد کے اور provincial govenments کے وہ ایک ہی قسم کے ہیں یہاں سے notification

ہوتے ہیں جو interim relief ملتا ہے Central Government سے وہ بھی ان کو دیا جاتا ہے۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ democracy کی بنیاد dialogue ہے۔ اور اگر کوئی صاحب وزیر اگر انہیں فراغت نہیں ہے۔ آج تو شاید آئے ہیں۔ ہم پر بھی تشدد کیے گئے تھے۔ لیکن اگر گورنمنٹ میں سے کوئی صاحب بھی یا نیچے کسی کو کہہ دیں۔ وہ ان سے مذاکرات کرے پوچھ لے کیا بات ہے کیا نہیں ہے تو میرا خیال ہے یہ مسئلہ حل بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن میں نے یہ بھی سنا ہے کہ یکم جون سے سارے سکول ویسے بھی چھٹیوں کے لئے بند ہو رہے ہیں۔ یہ بہت طویل تعلیم کا حرج ہو گا۔ اسے اتنی اجازت نہیں دینی چاہئیے کہ اس قسم کی کیفیت تعلیمی شعبہ میں رہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، جی جناب رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب، جناب میں اس وقت تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ جیسے آپ سے صبح بھی بات ہوئی اور ابھی you [illegible] changing the position لیکن بہرحال صرف اس وقت ریکارڈ کی درستگی کے لئے میں صرف اتنا کہوں۔۔۔

جناب چیئرمین۔ ابھی کیا کہنا جب مسئلہ ہو گا۔

میاں رضا ربانی۔ نہیں Sir کیونکہ پھر ایک بات کل آئے گی پریس میں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو ان کی جانب سے بات ہے ناں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ یہ بات درست نہیں ہے جو facts راجہ صاحب کو دئیے گئے ہیں وہ درست نہیں ہیں اور میں صرف اس بات کو یہاں پر چھوڑوں گا اور پھر آئندہ فلور پر بات ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ تفصیل آ گئی وہ خود آ گئے پھر بات clear ہو جائے گی۔ جی جناب۔

پروفیسر این ڈی خان۔ جناب چیئرمین، اساتذہ کی ہڑتال کا سوال ہے، بنیادی طور پر تو یہ صوبائی مسئلہ provincial governments کو settle کرنا ہے، اگر ان کے درمیان کوئی problems ہیں۔ جہاں تک مذاکرات کی بات ہے حکومت کبھی بھی اس process سے انکار نہیں کرتی۔ further یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کے اوپر توجہ کے ساتھ غور کر لیں گے۔ اور

صوبائی حکومتوں میں یقیناً اگر کوئی ایسا problem ہے جو اساتذہ اور انتظامیہ کے درمیان ہے تو sort out کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب چیئرمین، میں اسی مسئلے پر عرض کرنا چاہتا تھا۔ اساتذہ کرام ۴ مئی سے ہڑتال پر ہیں، پنجاب ٹیچرز یونین کی طرف سے بائیکاٹ ہے اور سارے ملک کی سطح پر اب وہ پروگرام کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم dialogue کریں گے۔ ۴ سے لے کر آج تک ان کے ساتھ کسی نے رابطہ تک نہیں کیا۔ اب انہوں نے پورے ملک میں متحدہ محاذ اساتذہ پاکستان بنایا ہے۔ اور ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ایک تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ سیاسی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ دوسرے وہ کہتے ہیں کہ وہ سکیل اور مراعات ہمیں نہیں دیئے گئے ہیں۔ دوسرا انہوں نے ۲۴ مئی کو ہمارے ایوان کے سامنے احتجاجی مظاہرے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس میں سارے ملک سے اساتذہ کرام اکٹھے ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم کے معمار ہیں اور ہم کم از کم ان سے بات تو کریں۔ ان کی بات سنیں اگر ان کے جائز مطالبات ہیں ان پر توجہ دیں جو جائز مطالبات نہیں ہیں ان کے بارے میں انہیں کہیں کہ یہ آپ کے مطالبات جائز نہیں ہیں۔ لیکن ان سے کوئی dialogue تک بھی نہیں ہو رہا ہے، بات بھی نہیں ہو رہی ہے۔ تو اس سے ان کے لئے مایوسی اور بے چینی بڑھ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ تعلیم کی حالت ہمارے ہاں پہلے ہی ناگفتہ بہ ہے اور اگر اساتذہ کرام ملکی سطح پر غیرمعینہ مدت کے لئے ہڑتال پر جائیں تو اور بھی پریشانی ہو گی سارے ملک کے عوام کے لئے اور طالب علموں کے لئے۔ شکریہ۔

پروفیسر این ڈی خان۔ میں خود بھی ایک طویل عرصے تک استاد رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے ڈاکٹر صاحب نے جو بات کہی ہے اور جہاں تک میری معلومات ہیں صوبائی Directorate of Education ان کے ساتھ already in touch ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ isolation میں ان کا protest ہے۔ لیکن چونکہ inter ministries involve ہوتی ہیں جہاں finance کا معاملہ ہوتا ہے، جہاں grades کا معاملہ ہوتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر upgrade کیا جائے بغیر seniority کے پھر heart burning among them بھی پیدا ہو جاتی ہے اساتذہ کے درمیان۔

تو حکومت بے خبر نہیں ہے لیکن purely چونکہ provincial administration کا یہ مسئلہ ہے اور Directorate کے through ان کے ساتھ talks ہو بھی رہی ہیں تو further آپ نے توجہ دلائی ہے

I am thankful for that and I assure you that the provincial government will take very positive steps and I hope and believe that there will be no unrest further in future regarding this matter.

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی ملک حاکمین صاحب۔

ملک حاکمین خان۔ جناب چیئرمین یہاں پر ایک خبر مجھ سے منسوب کی گئی ہے اس سلسلے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ منگل کے روز جب سینٹ کا اجلاس شروع ہوا تو سینیٹر منظور گچکی نے جئے سندھ کی تحریک کے بانی مرحوم سید جی ایم سید کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی قرارداد پیش کی۔ جس پر ایوان نے جی ایم سید کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ لیکن سینیٹر ملک حاکمین خان نے اس میں شرکت نہیں کی۔ اس دعا میں شرکت نہیں کی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ نامہ نگار کو، میرے دوست جو قابل احترام ہیں کہیں انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ایوان بالا کی طرف سے جو جی ایم سید کے لئے دعائے مغفرت کی گئی ہے میں اس میں یقیناً برابر کا شریک ہوں۔ اور اس کی میں وضاحت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب یحیٰی بختیار صاحب۔

Mr. Yahya Bakhtiar: With your permission I would like to draw your attention and the attention of the House to the provisional calendar of sittings for the ensuing year. Sir the authorities and the Government is somehow of the view that the Constitutiom says, maximum days are 90. It is not maximum days, it is minimum days. You will kindly appreciate that out of these 90 days, there will be several days when there wo'ld be no sittings. So actually we will be sitting for 40,50 or 60 days at the most. You will also appreciate that

many bills, motions and resolutions lapse. I moved a resolution Sir, in 1992. The turn came, because I insisted on it to come 1994. We are answerable to the tax payers and to the country. We should meet in the Parliament all the year around and adjourn only for three weeks in Winter and two weeks in Summer. So, I will request my colleague to reconsider this. Let us work properly.

Mr. Chairman: I think there is no misunderstanding or confusion on this point that the 90 days is the minimum period and if let us say most sittings are required I am sure even the Government would have no objection. If the House Members requisition a session even they can call a session. So I think there is no dispute on this. This is the minimum requirement.

Mr. Yahya Bakhtiar: This is minimum but Sir, they should consider it, even now the programme which has come, there are so many resolutions. So many motions which will never come. So I request them to reconsider this.

Mr. Chairman: O.K. I think the Ministry will take note of it. Now we proceed to

آپ کا بھی کوئی مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ نہیں جناب!

PRIVILEGE MOTION

Re: The Gas Bills

جناب چیئرمین۔ اب ڈاکٹر ریحان صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

Privilege Motion No. 1 Dr. Rehan Sahib on the Gas Bills.

آج وہ غیر حاضر ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ وہ move تو کر گئے تھے۔

جناب چیئرمین۔ اگر وزیر صاحب اس پر کوئی statement دینا چاہیں تو ارشاد فرمائیں۔

جناب انور سیف اللہ خان۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیئرمین۔ یہ صحیح ہے اور اس بارے میں کمپنی نے مان بھی لیا ہے کہ اکتوبر اور نومبر 1994 میں یہ بل ڈاکٹر صاحب کو غلطی سے incorrect meter reading کی وجہ سے جاری ہو گئے تھے۔ لیکن اس کے متعلق جب ڈاکٹر صاحب نے complaint کی تو اس پر کمپنی نے فوراً ایکشن لیا۔ کمپیوٹر وغیرہ میں جو mistakes ہوئی تھیں، ان کو correct کیا اور بل کو rectify کیا۔ اس کے علاوہ جو transaction میں surcharge تھا، اس کو بھی recover نہیں کیا۔ اس کے متعلق محکمہ نے معافی بھی مانگی۔

We are very sorry for this and we have instructed the company to improve the billing system. Sui Southern has already done it and totally computerized it. Sui Northern is in the process of doing this. So, we are very sorry for that

کہ ڈاکٹر صاحب کو تکلیف پہنچی ہے۔

It was not intentional, it was a computer mistake. It has been rectified and we hope that Dr. Sahib would be satisfied and forgive us and would not press.

Mr. Chairman: I think in the light of your statement this matter stands disposed of. But I would just like to bring to your notice that yesterday I was present at an occasion where several respectable people of Islamabad

mentioned about incorrect gas bills and gas bills which were issued to them of very high denominations. So, I think this matter needs to be looked into. Please find out why this is happening and if there are any such complaints, some body should be looked into this.

Mr. Anwar Saifullah Khan: Sir, I quite agree with you. This complaint has reached. We are also rectifying this. The management has been slow. Sui Southern has, as I said, done it very efficiently. Now they are sending bills regularly on monthly basis. Sui Northern has been sending bills for three months. We want to rectify the situation there. Thank you Sir

Mr. Chairman: Next Syed Qasim Shah

قاسم شاہ صاحب بھی نہیں ہیں۔ یہ بھی move تو ہو چکا تھا۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I had asked for today bearing in mind that the dignity of the House and the dignity of the Members of this honourable House is involved in this question. The matter may be referred to the Privileges Committee.

Mr. Chairman: So in the light of the statement of the honourable Minister and also otherwise I think this matter needs to be referred to the Privileges Committee. So that the Privileges Committee can go into this question and I think it is important that a strong message goes that whenever a matter is brought to the notice of member of the Government by any Member of Parliament It needs to give fair consideration because the Member is a representative of public and it is one of his duties as a Member of the Parliament to bring to the notice of the government the problems that elected representative and public faces and this is one of the functions as a member of the Parliament. So, this matter stands

referred to the Privileges Committee of the House

I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:-

ORDINANCES LAID

1. The Representation of the People (Second Amendment) Ordinance, 1995 (XXXVIII of 1995)

2. The Terrorist Affected Areas (Special Coiirts) Amendment, Ordinance, 1995 (XXXIX of 1995).

3. The Suppression of the Terrorist Activities (Special Courts) Amendment. Ordinance, 1995(XL of 1995).

4. The National University of Sciences and Technology Ordinance, 1995 (XLI of 1995)

5. The Pakistan Water and Power Development Authority (Amendment) Ordinance, 1995(XLII of 1995).

6. The Tribunal for Disadvantaged Persons Ordinance, 1995 (XLIII of 1995)

7. The Pakistan Electric Power Regulation Authority Ordinance, 1995 (XLIV of 1995).

8. The Senate (Election) (Second Amendment) Ordinance 1995 (XLV of 1995).

The Ordinances stand laid. Now, we proceed to the discussion of President's address. I think Prof. Sajid Mir had the floor.

پروفیسر خورشید احمد۔ ایک بار پھر ریکارڈ کے لیے عرض کروں گا کہ دستور کی روح کے خلاف ہماری ساری قانون سازی آرڈیننسز کے ذریعے ہو رہی ہے اور normal legislation کا

راستہ اختیار نہیں کیا جا رہا اس پر ہم نے پہلے بھی احتجاج کیا ہے اور آج پھر احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ پرسوں بھی یہی نکتہ آیا تھا ---

پروفیسر خورشید احمد۔ میں چاہتا ہوں کہ on record یہ بات لے آؤں کہ آج بھی ماشاء اللہ 8 Ordinances ہم پر نازل ہوئے ہیں اور ہر روز اسی طریقے سے قسط وار چلے آ رہے ہیں اور سارا نظام حکومت آرڈیننسز کے ذریعے چل رہا ہے ۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ آرڈیننسز جو اس سے پہلے lapse ہو چکے ہیں ان کو پھر Ordinances کے ذریعے ہی دوبارہ لایا جا رہا ہے جو سپریم کورٹ کے فیصلوں کے بھی خلاف ہے ۔

Mian Raza Rabbani: Since this point has already been raised two days earlier on the floor, I would like to reiterate that under Article 89 of the Constitution the President is empowered to issue Ordinances when the House is not in session. And the Government, in cases where legislation is essential has been issuing the Ordinances and it has also been the practice of this Government that the moment either when the National Assembly meets or the Senate meets, the first thing that is done is that these Ordinances are laid before the National Assembly or the Senate in compliance with the provisions of the Constitution. I would also like to state that as far as, it has been referred to the question of the Supreme Court ruling, first of all, the Supreme Court ruling is a split ruling, two honourable judges have interpretted it in another way, one judge has interpretted it in another way. Like the last time you had said that at some time if you like to go into the interpretation of that Supreme Court ruling, we can go into that interpretation but I would say that to make an off the cuff statement that the Government is moving in violation of the Supreme Court ruling is totally incorrect. The Government is moving and is bound to move within the ambit of the Constitution, the law and the law laid down by the

Supreme Court. Thank you Sir.

شیخ رفیق احمد۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب حج بیت اللہ کے لیے گئے ہوئے تھے We very much missed him on the President speech. If there could be an indulgence for the Prof. Sahib

جناب چیئرمین۔ آپ کہتے ہیں تو کر دیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اگر یہ بحث جاری رہی تو next working day پر میں ضرور بولوں گا۔

جناب چیئرمین۔پروفیسر صاحب آپ کی تقریر لوگ سننا چاہتے ہیںYou have to oblige

پروفیسر ساجد میر۔ جناب چیئرمین، بخار کی وجہ سے کھڑا ہونا مشکل ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں بیٹھ کر تقریر کرلوں۔

جناب چیئرمین۔ بیٹھ کر تقریر فرمالیں۔

پروفیسر ساجد میر۔ جناب والا، میں کل یہ گزارش کر رہا تھا کہ صدر کا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب حکومت کی سنگین ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کی ایک کوشش ہے اور ایک ایسی حکومت کی ناکامیاں جس نے ملک کے داخلی اور خارجی مسائل کو مذاق بنا کر رکھ دیا ہے انہوں نے مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کے مسئلے کو مذاق بنایا اور نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کو خون میں نہلایا۔ انہوں نے توہین رسالت جیسے حساس مسئلے پر اسی طرح کی سنگدلانہ روش اختیار کی، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی دین کی بنیاد ہے اور اس ملک کے آئین کی بنیاد ہے، اس حوالے سے کہ آئین نے کتاب وسنت کو ماخذ تسلیم کیا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اگر ملحوظ نہیں ہے تو پھر کتاب و سنت کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور آئین کی بھی کوئی حیثیت نہیں بچتی۔ جناب والا اس موضوع پر پنجاب اسمبلی نے ایک متفقہ قرار داد بھی منظور کی ہے۔ اور دینی جماعتوں نے ۲۷ مئی سے ہڑتال کا نوٹس بھی دیا ہے۔ میں چاہوں گا ایوان کے فلور سے، حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ حکومت توہین

رسالت کے قانون میں کسی ترمیم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔ اسی طرح جناب والا کراچی کے حساس مسئلے کو بھی مذاق کا نشانہ بنایا گیا ۔ اور کراچی کے ایسے مسئلے کو جو پورے ملک کا اور پورے پاکستان کا مسئلہ ہے ۔ یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی گئی کہ یہ تو چند تھانوں کا مسئلہ ہے ۔ اور ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے یہ کہا کہ وہ الطاف حسین کے خلاف مقدمات واپس لے کر ایک اور اگرتلہ سازش کیس نہیں بنانا چاہتے ۔ حالانکہ مجیب الرحمن کو بنگلہ بندھو بنانے میں سابقہ حکومتوں کا کردار بھی شامل ہے ۔ اور الطاف حسین تو یقیناً مجیب الرحمن نہیں ہیں اور نہ ہی انہوں نے پاکستان سے علیحدگی کا مطالبہ کیا ہے ۔ اصل میں کسی کو دھکیل کر پرے کرنا تو آسان ہے لیکن قومی دھارے میں لانا مشکل ہے ۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے

مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

یہ کریڈٹ نواز شریف کو جاتا ہے کہ انہوں نے پہلے بھی الطاف حسین اور ایم کیو ایم کو قومی دھارے میں لانے کی کوشش کی اور اب بھی کی ہے ۔ لیکن ان کے سمجھوتے کو حکومت کی طرف سے ایک ڈھکوسلا قرار دیا گیا حالانکہ یہ ڈھکوسلا یہ خود ہیں اور جب تک یہ قائم اور موجود ہیں میں نہیں سمجھتا کہ داخلی اور خارجی مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔ جناب والا توہین رسالت اور نفاذ شریعت اور کراچی کے مسئلے کے ساتھ ساتھ قانون اور انصاف کے نظام کو بھی مذاق کا نشانہ بنایا گیا ۔ سندھ ہائی کورٹ کے کچھ ایڈہاک ججوں کے بارے میں چیف جسٹس نے سفارش کی کہ انہیں مستقل کیا جائے ۔ لیکن انہیں مستقل کرنے کے بجائے برطرف کیا گیا ۔ خود چیف جسٹس سندھ کو ہٹانے کے لئے پہلے انہیں سپریم کورٹ کا ایڈہاک جج بنایا گیا ۔ اور اس کے دو دن بعد وفاقی شرعی عدالت میں ایک عام جج کی حیثیت دی گئی ۔ اور پھر انہیں قائم مقام چیف جسٹس بناکر سندھ میں بھیجا گیا ۔ پنجاب میں بھی یہی صورتحال ہے ۔ اس لئے کہ پارٹی کے سابق کارکن ججوں کو براہ راست ہدایات دینی ہوتی ہیں ۔ توہین رسالت کے مجرموں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے ؟ دوسری طرف حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے ۔ اس

مقصد کے لئے تقرریاں ہو رہی ہیں ۔ چوہدری شجاعت کی ضمانت جس بینچ نے قبول کی اسے تبدیل کیا گیا ۔ اور ملک کی تاریخ میں پہلی بار یہ مذاق بھی ہوا کہ پرویز الہی صاحب کی ضمانت کے سلسلے میں کہا گیا کہ متعلقہ اہلکار اعتکاف میں بیٹھا ہوا ہے اس لئے ریکارڈ پیش نہیں کیا جا سکتا ۔

جناب والا ! اسی طرح سندھ میں لیاقت جتوئی کی ضمانت کا کیس پیش ہوا ۔ ضمانت کے راستے میں بھٹو صاحب کی عوامی آمریت کے دور کا تحفہ دفعہ 498A رکاوٹ بنی تو متعلقہ جج نے 561A کا سہارا لے کر ضمانت منظور کی ۔ اس کے نتیجے میں اگلے ہی روز انہیں سپریم کورٹ کا ایڈہاک جج بنا کر فارغ کردیا گیا ۔ شیخ رشید کی غیر حاضری میں کلاشنکوف برآمد ہوئی ۔ اس کیس کا بنیادی گواہ منحرف ہوا ۔ پھر بھی وکیل صفائی کو موقع دیئے بغیر ان کو انتہائی سزا دی گئی ۔ جناب والا! سیاسی مخالفین سے انتقام لیتے ہوئے ادارے برباد کئے جارہے ہیں ۔ پورے ملکی نظام کو مذاق کا نشانہ بنایا جارہا ہے ۔ یہ مذاق کب تک چلے گا ۔

کرو گے کب تلک ناوک فراہم ہم بھی دیکھیں گے
کہاں تک ہے تمہارے ظلم میں دم ہم بھی دیکھیں گے

قانون اور انصاف کے ساتھ ساتھ احتساب کو بھی مذاق کا نشانہ بنایا گیا ہے ۔ یہاں اندھے سیاسی انتقام کو احتساب کا نام دیا گیا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ احتساب یکطرفہ کیوں ہے؟ کیا پیپلز پارٹی میں اور جونیجو لیگ میں کسی نے قرضے نہیں لئے ۔ لمبی رقوم ہضم نہیں کیں ؟ بیوروکریسی میں کوئی کرپٹ نہیں ہے ؟ پھر اس سارے احتساب کا نشانہ موجودہ اپوزیشن کو کیوں بنایا جا رہا ہے ؟ جناب والا یہ میرے پاس ایک تراشہ ہے اخبار کا نواز کھوکھر ٹیکسٹائل کو ایک ماہ میں 51 کروڑ کا قرضہ ادا کرنے کا نوٹس ۔ یہ یو بی ایل کی طرف سے دیا گیا یہ نوٹس آج کہاں ہے ؟ اس پر کیوں کارروائی نہیں کی گئی ؟ صرف اس لئے کہ وہ فلور کراس کرچکے ہیں وفاداری تبدیل کرچکے ہیں اس لئے یہ رقم بھی ہضم کر لی گئی ۔ جناب والا ! میں حکومت کی توجہ اس امر کی طرف دلاؤں گا کہ آج جو بیوروکریسی کے اہلکار اجلال حیدر کی طرح اور رونیداد خان کی طرح جو کل بینظیر کے خلاف ریفرنس بنا رہے تھے آج نواز شریف کے خلاف ان کے ساتھیوں کے خلاف ریفرنس بنا رہے ہیں ۔ اور خود بدستور ایوان اقتدار میں براجمان ہیں ۔ یہ

صورت حال سیاست دانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے انہیں سوچنا چاہئیے کہ ان کی پھوٹ کا کس کو فائدہ پہنچ رہا ہے ؟ قانون اور انصاف اور احتساب کے ساتھ ساتھ بدترین مذاق جو اس حکومت نے کیا وہ اس جمہوریت کے ساتھ ہے جس کی یہ دن رات مالا جپتی ہے ۔ حقیقت یہ ہے جناب والا کہ اس حکومت نے اس برسراقتدار پارٹی نے اداروں کے ساتھ ساتھ الفاظ سے تقدس کو بھی ختم کرکے رکھ دیا ہے ۔ جناب والا سقراط نے عین اس وقت جب وہ زہر کا پیالہ پی چکا تھا اور حق و صداقت کے لئے جان دینے کے لئے تیار تھا اپنے شاگردوں کو الفاظ کے غلط استعمال پر ٹوک دیا تھا ۔ اور کہا تھا کہ میرے بچو ۔ الفاظ کا صحیح استعمال کرو اس لئے کہ اگر ان کا صحیح استعمال نہ کیا جائے تو کچھ بھی باقی نہیں بچتا ۔ اور اسی طرح برصغیر ہند کے نامور فرزند مولانا محمد علی جوہر نے الفاظ کے استعمال ہی کے بارے میں کہا تھا

یہ ستانے کی نکالی ہے انوکھی ترکیب

ظلم کا نام ستمگر نے وفا رکھا ہے

اداروں اور الفاظ کے تقدس سے کھیلنے والی یہ حکومت اسمبلی کی قراردادیں ردی کی ٹوکری میں پھینکتی ہے ۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے فیصلے اور سفارشات اس کے نزدیک گندے انڈوں کی حیثیت رکھتے ہیں جو گلیوں میں پھینکنے کے قابل ہیں ۔ سپیکر قومی اسمبلی اور سینیٹ کے چیئرمین کی رولنگ اس کے لئے معذرت سے گزارش کروں گا کہ ٹشو پیپر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی ۔ معین قریشی کی حکومت کا ہارس ٹریڈنگ کے بارے میں آرڈیننس انہوں نے اپنی موت مرنے دیا تاکہ سرحد میں جمہوریت کے قتل کا راستہ ہموار ہوسکے ۔ ان سے کہا گیا کہ مہران بنک (مداخلت) میں زبانی بات کر سکتا ہوں شفقت صاحب آپ کو معلوم ہے ۔ نوٹس ہیں میرے سامنے آپ سے کہا گیا کہ مہران بنک صدر کی زمین اور اپوزیشن کے احتساب کے مسئلے کے لئے پارلیمانی کمشن بنائیں، کشمیر کو discuss کرنے کے لئے پارلیمانی کمشن بنائیں ۔ پارلیمنٹ میں اس پر بحث کریں ۔ لیکن آپ قومی مسائل کو ۔۔

جناب چیئرمین ۔ جی شفقت صاحب ۔

چوہدری شفقت محمود ۔ یہ دیکھ کر پڑھ رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ نوٹس ہے ان کے پاس if he says

تو میں کہوں کہ نوٹس نہیں ہیں ۔ اگر ایک آنریبل ممبر یہ کہتے ہیں کہ یہ نوٹس ہیں تو میں notes کیسے کہوں کہ یہ نوٹس نہیں ہیں ۔ جی جناب جاری رکھیں ۔

پروفیسر ساجد میر۔ آپ سے کہا گیا کہ قومی مسائل پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیں ۔ لیکن آپ نے اس کو گوارا نہیں کیا۔ اصل میں آپ نے دو دستانے اپنے ہاتھوں پر پہنے ہوئے ہیں۔ ایک پر لکھا ہوا ہے عوامی حکومت دوسرے پر لکھا ہوا ہے جمہوریت اور ان دونوں دستانوں کے ساتھ آپ جمہوریت کا گلا گھونٹ رہے ہیں ۔

رکھیو غالب مجھے تلخ نوائی سے معاف

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

جناب والا۔ کچھ عرصہ پہلے ہمارے دوست ملک حاکمین صاحب نے بڑے ڈرامائی انداز میں قائداعظم کی تصویر کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ باتیں کی تھیں۔ لیکن جو بات انہیں کہنی چاہئیں تھی وہ نہیں کہہ سکے ۔ انہیں کہنا چاہیے تھا کہ جناب قائداعظم آپ نے تو ہمیں برطانیہ کی غلامی سے نجات دلائی تھی لیکن ہم نے پارلیمنٹ کو اور قوم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسے امریکہ کی غلامی میں دے دیا ہے ۔ اور جناب قائداعظم آپ نے تو ماؤنٹ بیٹن کو تو دونوں ملکوں کا مشترکہ گورنر جنرل تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ ہم نے امریکی سفیر رابن رافیل کو اور معمولی درجے کے امریکی اہلکاروں کو اپنے وائسرائے کا درجہ دیا ہے اور جناب قائد اعظم ہم اتنے جمہوریت پسند ہیں کہ اپنے ملک کے لاکھوں عوام کی ایک بات ہم سننے کے لیے تیار نہیں ہیں لیکن کسی امریکی اہلکار کا ایک اشارہ بھی ہمارے لیے کافی ہے ۔ یہاں ہمارے دوستوں نے بڑے فخر سے کہا کہ وزیر اعظم بھٹو کو امریکہ کے دورے کی دعوت ملی اور نواز شریف صاحب اس کے لیے ترستے رہے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ دورے کی دعوت ملنے اور دورہ کرنے کے لیے کیا پاپڑ بیلنے پڑے اور کیا قیمت ادا کرنی پڑی ملکی مفادات کے کس سودے کے نتیجے میں یہ ساری بات ہوئی؟ اور یہ جو one to one ملاقات ہوئی ہے اس پر ہائیس ارب روپے کی مقروض اس قوم کا تقریباً" دو کروڑ روپے فی منٹ کے حساب سے خرچہ آیا ہے حالانکہ اس ملاقات میں جو کچھ ہوا وہ اتنا تھا کہ پچیس منزلہ عمارت کے نیچے کھڑے ہوکر ایک شخص نے ایک بلند نشین شخص کو بلایا اور کہا کہ نیچے آئیں میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا جناب لفٹ خراب ہے آپ وہیں سے بات کر لیں ۔ آپ کی آواز میرے کان تک پہنچ رہی ہے ۔ انہوں نے کہا

نہیں آپ نیچے آئیں میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ نیچے آئے تو انہوں نے کہا کہ خدا کے نام پر کچھ دے دو' سوالی ہوں ۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے میرے ساتھ آؤ۔ پچیس منزلہ عمارت کے اوپر لے گیا اور وہاں جا کر کہا کہ جاؤ بابا معاف کرو تمہیں دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ اس دورے میں یہ ہوا ہے ۔یا conversely اس طرح سمجھ لیں کہتے ہیں کہ چالیس منزلہ عمارت کے اوپر تین دوستوں کا دفتر تھا اور رہائش ان کی نیچے تھی ۔ لفٹ خراب تھی تینوں نے پیدل چلنے کا فیصلہ کیا اور کہا کہ راستے میں کوئی خوب صورت کہانی ایک دوسرے کو سناتے جاؤ تاکہ سفر کٹ جائے ۔ پہلے دوست نے بیس منزل تک بڑی خوب صورت کہانی سنائی ۔دوسرے نے بھی دس منزل تک سنائی ۔ جو منزلیں باقی رہ گئیں اور تیسرے کی باری آئی تو اس نے کہا کہ جناب میرے پاس آپ کو سنانے کے لیے کچھ نہیں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں چابیاں نچلی منزل میں بھول آیا ہوں ۔ اسی طرح کلنٹن صاحب نے کہا کہ آپ کی گفتگو تو بڑی خوب صورت ہے لیکن پریسلر ترمیم کی چابی میرے پاس آپ کو نوازنے کے لیے نہیں ہے وہ تو کانگریس کی جیب میں ہے میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا اور اقبال نے تو ایک مصرعے میں بتلا دیا تھا کہ اس دورے کا حاصل کیا ہے

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر

کچھ بھی حاصل نہیں ہوا لیکن استقبال یہاں اس طرح کیا گیا کہ گویا کوئی فاتحانہ کارنامہ انجام دیا گیا ہے ۔

جناب والا ! اصل میں بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی جن نعروں کو لے کر چلی تھی وہ صحیح تھے یا غلط تھے ' اچھے تھے یا برے تھے حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کو بھی بھول چکی ہے ۔ یہ عوام کی حکمرانی سے شروع ہوئے تھے اور عوام طاقت کا سرچشمہ ہیں لیکن اب اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام نہیں ہیں ' امریکہ ہے ' فوج ہے ' ادارے ہیں اس لیے ان کو راضی رکھنا ضروری ہے ۔ وہی بات ہے کہ

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم — ہوگئے خاک انتہا یہ ہے

جناب والا ! اگر 1977 میں برسراقتدار آنے کے بعد جنرل ضیاء الحق یہ دعویٰ کرتے کہ وہ جمہوری طریقے سے برسراقتدار آئے ہیں تو یہ بہت بڑا جھوٹ ہوتا لیکن اس سے بھی بڑا جھوٹ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے کبھی جمہوری طریقے سے اس ملک پر حکمرانی کی ہے ۔ یہ ایسی

جمہوریت پسند پارٹی ہے جس کے اندر آج تک انتخابات نہیں ہوئے اور پنجاب میں پیپلز پارٹی کا جو صدر نامزد ہوا ہے اس نے کہا ہے کہ جونہی ہماری پارٹی کو انتخابات کی ضرورت محسوس ہوئی اور حالات ساز گار ہوئے ، ہم اپنی پارٹی میں انتخابات کرائیں گے ، یعنی ابھی تک حالات ساز گار نہیں ہوئے اور نہ پارٹی قیادت کو انتخابات کی ضرورت محسوس ہوئی ہے ۔ اس پر بھی جمہوریت کا دعویٰ ہے ۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی اور جناب والا ' یہ جمہوریت کی چیمپئن ایسی پارٹی ہے جس نے جمہوریت کی نرسریاں بند کی ہوئی ہیں ۔ میری مراد بلدیاتی اداروں سے ہے ۔ جناب والا ' کسی جمہوری ملک میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ' جہاں قانون کی حکمرانی ہو کہ کسی سیاسی پارٹی کا صدر یہ کہے کہ اگرچہ کورٹ نے فیصلہ دے دیا ہے بلدیاتی اداروں کے انتخابات کے بارے میں لیکن ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں کہ ہم نے انتخابات کرانے ہیں یا نہیں ۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن جمہوریت کی اس چیمپین پارٹی نے یہ بھی کر دکھایا کہ بلدیاتی ادارے کورٹ کے فیصلے کے باوجود بحال کرنے کے راستے میں روڑے اٹکا رہی ہے ۔ جمہوریت کا نقاب پہن کر جمہوریت کو قتل کرنے والی یہ پارٹی ہے اور اس جمہوریت کی علمبردار وزیر اعظم نے جمہوریت کا مذاق اڑاتے ہوئے کچھ عرصہ پہلے ایک اجلاس میں جو لاڑکانہ میں ہوا بھٹو ویلفیئر ایسوسی ایشن کے نام سے ایک ادارہ ہے اس کا convention ہوا اس میں کہا ' کہ سندھ کے ۲۸ اضلاع ہیں اور ان میں سے ہر ایک ضلع کے اندر ۲۰ وفاقی ملازمتیں ' ۲۰ صوبائی ملازمتیں اور ۲۰ غیر سرکاری ملازمتیں بھٹو قبیلے کے افراد کو دی جائیں گی ۔ جناب تھوڑی بہت کنبہ پروری تو سب نے کی ہو گی لیکن ڈنکے کی چوٹ پہ کنبہ پروری کرنے کا اعزاز اس پارٹی کو حاصل ہے اور یہ کنبہ پرور ' قبیلہ پرور اور کینہ پرور مغل شہزادی جو یہ نعرہ لے کر آئی تھی کہ میں سیاست کو تجارت سے پاک کروں گی ۔ ان کا حال یہ ہے کہ انہوں نے ملک کے خارجی اور داخلی تعلقات کا ایک ہی پیمانہ بنا رکھا ہے کہ اپنی اور اپنے شوہر نامدار کی تجارت کو کس طرح فروغ دیا جا سکتا ہے ۔ ان کا آئیرلینڈ کا دورہ ہوتا ہے گھوڑوں کی خریداری کے لئے ' اومان کا دورہ ہوتا ہے گوادر کو بیچنے کے لئے اور یہ ملک کی خیر خواہ وزیر اعظم جو ایوان وزیر اعظم میں ملک کی پتلی معاشی حالت کے پیش نظر پتلی سی دال پکواتی ہیں ان کا یہ حال ہے کہ وہ کروڑوں روپے اپنے ان دوروں پہ ضائع کر رہی ہیں ۔ ہمارے ادھر کے دوستوں کو یہ ساری باتیں کیوں نظر نہیں آتیں ۔ جناب والا فارسی شاعر نظیری نے ایک مصرعہ کہا تھا جس کی قیمت علامہ اقبال نے سلطنت جمشید سے زیادہ لگائی تھی ۔

بہ ملک جم نہ دہم مصرعہ نظیری را

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہ ما نیست

کہ جو مرنا نہیں جانتا وہ ہمارے قبیلے کا فرد نہیں ہے لیکن برسر اقتدار پارٹی نے اسے بدل کر اب مصرعے کو اس طرح کر دیا ہے کہ

کسے کہ چمچہ نہ شد از قبیلہ ما نیست

اور ان کی جو حریف پارٹی ہے انہوں نے اسے Further تبدیل کر دیا ہے کہ

کسے کہ لوٹا نہ شد از قبیلہ ما نیست

یہاں میں الفاظ کی تقدس کی بات کر رہا تھا کہ ان لوگوں نے اداروں کے ساتھ ساتھ الفاظ کے تقدس کو ختم کیا ہے اس نئے عوامی حکومت احتساب، جمہوریت، انصاف یہ سارے الفاظ اس حکومت کے دور میں اپنے معنی و تقدس کھو چکے ہیں۔ ایک اور بات جو یہ اکثر کرتے ہیں کہ جب حقائق کی روشنی میں کوئی بات حکومت کے سامنے لائی جاتی ہے تو یہ ایک ہی بات کرتے ہیں کہ ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے۔ کراچی میں ظلم و تشدد کی بات ہوتی ہے کہتے ہیں کہ ہم ظلم و تشدد پر یقین نہیں رکھتے۔ جمہوری اقدار کی مٹی پلید کرنے کی بات ہوتی ہے کہتے ہیں ہم تو جمہوری اقدار کی مٹی پلید کرنے پر یقین نہیں رکھتے۔ ہم تو جمہوری اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔ لوگ مہنگائی سے تنگ آتے ہیں، چیخ و پکار کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو روٹی کپڑا دینے پر یقین رکھتے ہیں۔ جناب والا! قوم کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ یہ کس بات پر یقین رکھتے ہیں اور کس بات پر یقین نہیں رکھتے۔ قوم کو اس بات سے غرض ہے کہ یہ کرتے کیا ہیں اور یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ یقینا" قوم کے اعلیٰ مفاد میں نہیں ہے۔ داخلی سطح پر حکومت کی خوفناک ناکامیوں اور کوتاہیوں کے ساتھ ساتھ خارجی میدان میں ان کی ناکامیاں بھی بڑی واضح ہیں۔ میں زیادہ مسائل کا ذکر نہیں کروں گا صرف پاکستان کی شہ رگ کشمیر کے بارے میں چند باتیں کروں گا۔ ایک سال سے کم عرصے میں تین قرار دادیں یا تو واپس ہوئیں یا پیش ہی نہیں ہوئیں جس پر ہمارے راشدی صاحب نے کہا فتح کے لئے جرنیل کو کبھی پیچھے بھی ہٹنا پڑتا ہے۔ اس پر مجھے یحیٰ خان کی بات یاد آئی کی مشرقی پاکستان کے چھننے کے بعد انہوں نے بھی کہا تھا کہ کوئی بات نہیں ہم مغربی پاکستان سے اپنی جنگ جاری رکھیں گے اور وقتی طور پر ہم پیچھے آئے ہیں۔ جناب عالی ان کا عالم تو یہ ہے کہ اس سیاسی ناکامی کو، سفارتی ناکامی کو اپنی اخلاقی

فتح قرار دیتے ہیں کہ اور کچھ نہیں ہوا کم از کم کشمیر کے مسئلے پر عالمی تعارف تو ہوا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بدنامی اور نیک نامی میں فرق کو نہیں سمجھتے۔ تعارف تو بدنام کا بھی ہوتا ہے لیکن اس کا ذکر نا اچھا ہے۔ وہ شیفتہ نے کہا تھا کہ

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

کشمیر کے بارے میں مسلسل ناکامی، پسپائی اور رسوائی کو کامیابی قرار دینا، یہ اہل کشمیر کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے اور اہل پاکستان کے شعور کی توہین ہے اور موجودہ وزیر خارجہ کے ہوتے ہوئے اس سے زیادہ کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی کہ جب اقوام متحدہ میں نمائندگی کی ضرورت ہوتی ہے وہ کہیں اور ہی دیکھے جاتے ہیں۔

یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

باقی رہا وہ تھوڑا بہت شور اور ولولہ جو کشمیر کے سلسلے میں سنائی دیتا ہے کبھی کبھی، اس کا بھی ایک فلسفہ ہے، اس میں بھی ایک حکمت ہے۔ دراصل پیپلزپارٹی کی قیادت کا یہ پرانا طریقہ ہے کہ قوم کو زہر نگلنے کے لئے تیار کرنے کے لئے تھوڑا سا ڈرامہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ سقوط ڈھاکہ سے پہلے اور قوم کو یہ کڑوی گولی نگلوانے سے پہلے -----

جناب چیئرمین۔ جی جناب شیخ صاحب۔

Shaikh Rafiq Ahmed: Point of Order, Sir. The Honourable Member is taking an advantage of the indulgence by the Chair that he has been allowed to sit and make the speech. He is reading a prepared speech. May I request the Member to stop for a while and just show to the Chairman whether these are notes or ---------

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں۔ اگر ممبر خود کہتا ہے جی کہ نوٹس ہیں تو why should I.

Shaikh Rafiq Ahmed : He is actually seeking advantage of the indulgence shown by the Chair.

جناب چیئرمین۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

شیخ رفیق احمد ۔ اس کا مطلب ہے اب جس نے بھی تقریر دیکھ کر کرنی ہو گی وہ آپ سے اجازت لے لے۔ اور آپ اجازت دے دیا کریں گے' ریڈنگ ہو جایا کرے گی۔

(مداخلت)

پروفیسر ساجد میر۔ شفقت اس بات کے گواہ ہیں کہ میں مسلسل ان کی طرف اور ان کے دوستوں کی طرف دیکھ کر بات کر رہا ہوں۔ شیخ رفیق صاحب نے اپنی آنکھوں کا آپریشن کرایا ہے اس لئے ان کو نظر نہیں آرہا۔

جناب چیئرمین۔ ویسے اکثر ہم نے ان کی تقریریں سنی ہیں۔ ان کو تقریر کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔

پروفیسر ساجد میر۔ تو جناب۔ فلسفہ اور حکمت کشمیر کے بارے میں ان کا یہ ہے کہ کڑوی گولی نگلنے سے پہلے قوم کو تیار کرتے ہیں ایک ڈرامے کے ذریعے۔ یہ شور جو ہو رہا ہے کشمیر کے بارے میں اس کی مثال میں دے رہا تھا کہ سقوط مشرقی پاکستان سے پہلے بھی بھٹو صاحب نے اندرا مائی کو للکارا' ہزار سالہ جنگ لڑنے کی دھمکی دی اور بہت کچھ کہا۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اسی طرح کشمیر کے مسئلے پر امریکہ کی option کو قبول کرنے اور امریکہ کو یہاں ایک اڈہ دینے کے لئے یہ ساری تیاری ہو رہی ہے اور ادھر ادھر کے دورے ہو رہے ہیں تاکہ قوم اس کے لئے تیار رہے۔

جناب والا! میں الزام لگاتا ہوں کہ یہ حکومت کشمیری مجاہدین کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہی ہے اور ان کے آہستہ آہستہ ختم ہونے کا انتظار کر رہی ہے اور ان کے ساتھ وہی معاملہ کر رہی ہے جو اس نے سکھوں کے ساتھ کیا تھا اور اس الزام کے ثبوت میں' میں Assistant Secretary of State, America رابن رافیل کا ایک بیان پیش کرتا ہوں جو فروری میں انہوں نے ہاؤس کمیٹی میں دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ کشمیری فائٹرز کی جدوجہد آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے اور ان کو جو اسلحہ کی سپلائی تھی وہ ختم کی جا رہی ہے۔ ہم اس سلسلے میں مطمئن ہیں کہ حکومت پاکستان کا کردار اس سلسلے میں بڑا اچھا ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کے بعد مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ تو جناب کشمیر سے کراچی تک اور کراچی سے لے کر مالاکنڈ تک تمام

داخلی اور خارجی مسائل کو اس حکومت نے مذاق کا نشانہ بنا کر رکھ دیا ہے اور صدر نے اپنے خطاب میں ساری صورتحال سے چشم پوشی فرمائی ہے اور اس لحاظ سے آئینی فرائض سے کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ آخر میں میں اپنے ادھر کے دوستوں سے مخاطب ہو کر یہ کہوں گا کہ

مصلحت حرف صداقت پہ نہ ڈالے رکھنا
تم اندھیروں میں چھپا کر نہ اجالے رکھنا

اور اپنے اس طرف کے دوستوں سے کہوں گا کہ

موج کہتی ہے کہ میں سر سے گزر جاؤں گی
دل کا فرمان کہ پتوار سنبھالے رکھنا

بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ بہت مہربانی جناب۔ بہت مہربانی۔ جی جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں معزز اراکین سینیٹ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن صدر مملکت نے خطاب کیا اس دن جو صورتحال وہاں پارلیمان میں ہوئی اور اس میں معزز اراکین سینیٹ نے کوئی حصہ نہیں لیا اس صورتحال میں، اس گڑ بڑ میں، اس انتشاری کیفیت میں۔ اس لئے یہ میرا فرض تھا کہ پہلے ان معزز اراکین کو میں مبارکباد پیش کروں۔ اس کے بعد خطاب کے ضمن میں یہاں کے معزز رکن سینیٹ یحیٰی بختیار صاحب نے جو بات کہی ہے۔ بنیادی طور پر آہستہ آہستہ ہمیں جمہوری روایات کی طرف آنا پڑے گا۔ اس لئے کہ یہ خطاب بنیادی طور پر حکومت کا پالیسی پیپر ہوتا ہے جو کیبنٹ کی توثیق کے بعد صدر مملکت پارلیمان میں ہر سال ایک خاص دستوری آرٹیکل کے تحت پڑھتے ہیں۔ جس میں وہ ذاتی طور پر نہ وہ زیر و زبر کا اضافہ کر سکتے ہیں نہ اس میں سے اخراج کر سکتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان میں غیر جمہوری حکومتوں کے دوران یہ ایک روایت پڑ گئی تھی کہ اس وقت کے سربراہ حکومت جس حال میں اپنی تقریر خود لکھواتے تھے اور پڑھتے تھے، یہ ایک غیرجمہوری روایت انہوں نے ڈالی تھی۔ اب روایتی طور پر ہم اس طرف آ رہے ہیں۔ بنیادی طور پر ایسے خطاب میں جو مقتضیات ہیں وہ ساری کی ساری وقت کی حکومت سے ہوتی ہیں جو پالیسیاں، قانون سازی اور اس کی جو سوچ ہوتی ہے وہ پیش کی جاتی ہے اور یہ عندیہ دیا جاتا ہے کہ آئندہ سال میں قانون

سازی کیا ہو گی ' حکومت کا کیا طرز حکومت ہو گا یا حالات کے حوالے سے وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ شکر ہے کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ان جمہوری روایات کو یہاں قائم کیا گیا۔ اس کے بعد پہلے ہی اگر شروع سے / آپ خطاب میں دیکھیں تو ایک صورتحال بتائی گئی ہے کہ دستور پاکستان وہ دستاویز ہے جو ہماری قوم کی ایک متفقہ سوچ کا نتیجہ ہے جو ۱۹۷۳ء میں بنایا گیا جو کہ بعد میں اس میں آمرانہ دور میں جو چیزیں ڈالی گئیں' چاہے آٹھویں ترمیم تھی یا دوسرے صدارتی آرڈیننس تھے' یا مارشل لاء آرڈرز تھے یا ترامیم تھیں جس کی وجہ سے اس کا کچھ حلیہ مسخ ہوا ہے اور اس میں کالی چیزیں اور کالے قوانین موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ مجھے توقع ہے کہ جب جمہوری اور دستوری سوچ مکمل طور پر حاوی ہو گی تو یہ احساس ہو گا ۔ گو کہ سابقہ انتخابات میں یہ بات طے تھی کہ ہر پارٹی جو اپنے آپ کو سیاسی پارٹی کہلاتی ہے انہوں نے پاکستان کی عوام کو یہ باور کروایا تھا کہ جب وہ منتخب ہو جائیں گے تو وہ آٹھویں ترمیم کو دستور سے نکال دیں گے۔ لیکن صورتحال کچھ اس طرح مخدوش ہے کہ آج کی حزب اختلاف جو ہے یہ آٹھویں ترمیم کو نکالنا مناسب نہیں سمجھتی۔ گو حکومت نے ان سے بارہا یہ گزارش کی ہے' افہام وتفہیم کے لئے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم کو مل بیٹھ کر نکالا جائے' عورتوں کی سیٹیں بحال کی جائیں لیکن اس پر وہ کسی جگہ پر بیٹھنے اور افہام وتفہیم کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اب صورتحال یہ ہے کہ معزز اراکین نے اپنی تقاریر فرمائی ہیں اور آج ہی ہمارے ایک بڑے معزز رکن نے بڑی خوبصورتی سے اپنا موقف اور اپنے ساتھیوں کے موقف کی بڑے صحیح طور پر ترجمانی فرمائی ہے اور جو خیالات ان کے ہیں ان کا انہوں نے اظہار کیا ہے اور کسی چیز کو چھپانے کی ضرورت انہوں نے محسوس نہیں کی۔ اور جو ان کی ذہنی کیفیت ہے اس کا بھی اظہار انہوں نے برملا کیا ہے اور جو وہ فرما رہے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا رویہ' اس کی سوچ یا سیاسی افہام وتفہیم یا آمرانہ سوچ کی باتیں کی ہیں وہاں پر انہوں نے ایک معزز رکن سینٹ' ایک عالم دین ہونے کے حوالے سے ایسے خوبصورت الفاظ استعمال کئے ہیں کہ میرے خیال میں وہ الفاظ کوئی عام شہری بھی استعمال نہیں کر سکتا جہاں کہ آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ "مغل شہزادی" ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو یہ الفاظ استعمال کئے ہیں اپنے لحاظ سے بالکل درست کئے ہیں اور اب میں اس حوالے سے بات کروں گا کہ انہوں نے یہ الفاظ کیوں ادا کئے ہیں۔ کب کی بات ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت برسراقتدار آتی ہے تو یہ لوگ خاص

سوچ رکھتے ہیں اور پہلے اسلام خطرے میں ہے کا نعرہ لگاتے ہیں----

(اس موقع پر کرسی صدارت چیئرمین وسیم سجاد کی جگہ ڈپٹی چیئرمین جناب میر عبدالجبار نے سنبھالی)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ لوگ خاص سوچ رکھتے ہیں اور پہلے پہلے کیا کرتے ہیں کہ یہ اسلام خطرے میں ہے کا نعرہ لگاتے ہیں اور یہ محسوس کروانے کی کوشش کرواتے ہیں یا احساس دلوانے کی کوشش کرواتے ہیں کہ اسلام کے یہی ٹھیکیدار ہیں اس کے علاوہ تمام جو مخلوق ہے یا عوام ہے پاکستان کی ان کو اسلام کا پتا ہی نہیں ان کا تعلق ہی نہیں لہذا اگر یہ نہ ہوتے یا اگر یہ باتیں نہ کریں تو شاید سارے کے سارے بقیہ جو ہیں وہ مسلمان نہ ہونے کی صورت میں اس دنیا سے چلے جائیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دین اسلام ایک ایسا وسیع و عریض دین ہے۔ اتنا لبرل ہے کہ وہ کسی کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس کے ٹھیکیدار بن جائیں۔ اب اس میں، میں وضاحت اس لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جب بھی تحریک چلائی ہے اسلام کے حوالے سے چلائی ہے اور یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام خطرے میں ہے اور یہ ٹھیکیدار ہیں چاہے وہ قومی اتحاد کی صورت میں ہو اسلامی جمہوری اتحاد کی صورت میں ہو لیکن اس میں ان کے بعد اس کا کردار کیا رہا۔ ان کا کردار واضح رہا ہے کہ قومی اتحاد میں انہوں نے جو تحریک چلائی اور یہ کہا کہ اسلام خطرے میں ہے اور بھٹو ایک آمر ہے لہذا اس کو اتارنے کا ہم پر فرض عائد ہو گیا ہے اور جب انتشاری صورت حال پیدا ہوئی تو انہوں نے افواج پاکستان کو خطوط لکھوائے اور وہاں سے مارشل لا کو دعوت دی۔ یہ ان کا جمہوری رویہ ہے جو واضح ہے تاریخ بتاتی ہے اور اس کے بعد اس کے ساتھ مل بیٹھ کر انہوں نے وزارتوں کے مزے لوٹے اور طویل ترین تاریک رات جو پاکستان میں مسلط کروائی۔ اور تمام ادارے ہمارے برباد کئے۔ اب اس کی میں چند مثالیں دوں۔ اب جنرل ضیاء کو بھی یہی پٹی پڑھائی کہ آپ دین کا نام لیتے رہیں چاہے اس کو قتل ہی کرتے رہیں اس کو ختم ہی کرتے رہیں۔ تو عوام پاکستان چونکہ اس حساس چیز کو اپنی متاع سمجھتے ہیں اس سے بہت پیار رکھتے ہیں اور اس حوالے سے وہ آپ کے زیر تسلط رہیں گے۔ آپ کے خلاف کوئی مزاحمت نہیں ہوگی۔ آپ جتنا چاہیں اتنے عرصے تک ملک پر مسلط رہیں گے۔ یہ تو اللہ پاک کی مہربانی تھی کہ اس نے اسے ہوا میں تحلیل کر دیا اور آگ میں جلایا یہ اللہ پاک نے ------ اس سے یہ وہی بات ہے کہ آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو ہر جگہ اللہ پاک یہ فرماتا ہے کہ جو نافرمان ہونگے جو اس قسم کے لوگ ہونگے میں انہیں آگ میں

جائے گا۔ اللہ پاک نے جو صاف ظاہر کر دیا کہ اس شخص کو اس دنیا میں آگ میں جلایا لوگوں کے سامنے جلایا اس نے جو تحقیر جمہوریت کی ' عوام کی کی اور جو اداروں کو مسخ کیا۔ اس میں بہت ساری باتیں آپ کے غور کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ اس نے ایک زکوٰۃ و عشر کا نظام قائم کیا۔ اور جو بنیادی طور پر عشر و زکوٰۃ کا نظام نہیں ہے ضیاء کاٹ ہے اور وہ جو سود کا پیسہ کاٹا جاتا ہے وہ حرام کا پیسہ جو کاٹا جاتا ہے اس نے ان میں تقسیم کیا ان کے اداروں میں تقسیم کیا۔ ان کو پالا پوسہ اور آج تک مجھے یہ یقین تھا کہ جو دعویٰ رکھتے ہیں خدا اور رسول کی ٹھیکیداری کا یہ عوام الناس سے برملا اس سے توبہ کرتے اور لوگوں کو کہتے کہ ہم سود کا پیسہ جو ہمیں ضیاء الحق بڑی کے طور پہ دیتا رہا ہے ہم اس کے لئے توبہ کرتے ہیں اور عوام سے معافی مانگتے ہیں ' اس نے ہمیں گمراہ کیا تھا' اس نے ادارے تباہ کئے تھے' وہ چور اور ڈاکو تھا اور اس نے جمہوری حکومت پر قبضہ کیا تھا۔ یہ تاریخی بات ہے آپ پروفیسر خورشید صاحب بیٹھے ہیں ان کے ساتھی اس ڈائیلاگ ٹیم کے پروفیسر خورشید صاحب ممبر تھے' نوابزادہ نصراللہ خان جو آج ایوان میں موجود ہیں۔ آپ جناب والا ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ ۴ جولائی ۱۹۷۷ء کو یہ معاہدہ طے ہو گیا تھا دوبارہ انتخابات کے لئے بات طے ہوگئی تھی لیکن رات کی تاریکی میں ان کی امانت سے اس نے ڈاکہ زنی کی اور ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس لئے کہ ان کے لئے ضیاء کاٹ کا بندوبست اس نے کیا۔ اور صلوٰۃ کا نظام کہنے کے لئے جب اس نے قائم کیا اور ان صلوۃ کی کمیٹیوں کا آج مطالعہ کیجئے ان لوگوں کو بنایا جو بالکل نمازی نہیں تھے۔ صرف اپنی طرف توجہ دلانے کے لئے ' اور ان کی conferences ہوئیں ' ان کو five star hotels میں ٹھہرایا ' مراعات دیں' مجلس شوریٰ میں ممبر بنایا۔ اس وقت انہیں خدا رسول کا دین بھی یاد نہیں رہا ' انہیں جمہوریت بھی یاد نہیں رہی ' عوام بھی یاد نہیں رہے اور اگر واقعتاً یہ مجاہد ہوتے اور اس قسم کا یقین رکھتے کہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے ' یہ مسلمانوں کے صف اول میں ہوتے اور یہ دین سے پیار کرتے تو میں کہتا ہوں کہ ضیاء الحق کے خلاف یہ ایک دن بھی نہیں چل سکتے تھے ' ان کے ریکارڈ سے دیکھیں کیا انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی ایک دفعہ بھی مخالفت کی ؟ کبھی نہیں کی' اس کے لئے میں تمام کوائف اور شواہد پیش کر سکتا ہوں ' باتیں بناتے ہیں اور باتیں ایسی منحنی اور غم زدہ خیالات رکھتے ہیں جو کہ اب یہ قوم کو گمراہ نہیں کر سکتے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لوگ سمجھ چکے ہیں وہ ضیاء کارناموں سے واقف کار ہو چکے ہیں ان کا اپنا دین اسلام جو انہوں نے اپنے طور پر گھڑ رکھا ہے اس سے بھی واقف ہو

چکے ہیں ' وہ خدا اور رسول کے قانون کو سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ ریا کار ہیں جو خدا اور رسول ' میں شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دین کو اللہ اور رسول کے قانون کو ' اس کے نام کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتا ہے وہ سب سے بڑا ریا کار ہے ۔ یہ وہی ٹولہ ہے جو آج تک پاکستان میں یہ صورتحال پیدا کرنا چاہتا ہے اور پیدا کر رہا ہے کہ خدا اور رسول کا نام لے کر اپنے مفادات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ' یہ عہدوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ' یہ ضیاء کاٹ کھاتے رہے ہیں اور یہ مجلس شوریٰ کے نامزد رکن بننے پر بھی اکتفاء کرتے رہے ہیں اور اس کا ساتھ دیتے رہے ہیں ' بھٹو دشمنی کا نام لے کر اپنی منحنی سوچ کو آگے بڑھاتے رہے ہیں ۔ اگر یہ واقعتاً دین اسلام کے ستون ہوتے ' فہم ہوتے اور سوچ رکھتے تو یہ کبھی ضیاء الحق کا ساتھ نہ دیتے یہ حقیقت کا ساتھ دیتے ' یہ جہاد کرتے ' یہ کلمہ حق کہتے ' یہ اب بھی نہیں کہیں گے ' اب بھی یہ ضیاء الحق کے بارے میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ غاصب تھا ' چور تھا' ڈاکو تھا ' اب بھی یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اس نے ہمیں ہڈی ڈالی تھی اور خدا اور رسول کے قانون کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے ۔ بات یہ ہے کہ آپ کوئی قانون اٹھا کر دیکھیں چاہے حدود کا ہو' چاہے وہ عشرو زکوٰۃ ordinance ہو ' وہ دین کی خدمت کا دعویٰ دار تھا مجھے یہ بتائیں کہ ان میں سے کون سا قانون خدا اور رسول کے قوانین کے مطابق تھا؟ ایک بھی نہیں ۔ گیارہ سال تک یہ لوگ اس کا ساتھ دیتے رہے اور یہ جمہوریت کے بارے میں باتیں کرتے ہیں ' آج یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی والے گڑبڑ ہیں اور یہ صحیح ہیں ' بات سمجھنے کی ہے ۔ اب میں قول و فعل کی طرف آتا ہوں ۔ جب یہاں پر یہ موجودہ حکومت وجود میں آئی اور وہ قائد حزب اختلاف بنے تو اسمبلی میں وزیر اعظم محترمہ نے اور قائد حزب اختلاف نے تقریریں فرمائیں ۔ اس نے بڑی خیر سگالی کی بات کی ' بڑی صاف ستھری بات کی اور کہا میں نہ لانگ مارچ جانتا ہوں ' نہ میں ٹرین مارچ جانتا ہوں ' نہ میں ہلہ گلہ جانتا ہوں ' نہ خرابہ جانتا ہوں ' میں قوم اور ملک کے مفاد میں تعاون کروں گا ' ہم دونوں اکٹھے چلیں گے ۔ کتنی خوبصورتی سے اس نے اپنی اس commitment کو ' اس قول و فعل کو ' اس وعدے کو نبھایا' نہ اس نے لانگ مارچ کی ہے' نہ اس نے ٹرین مارچ کی ہے' نہ اس نے پہیہ جام ہڑتال کی ہے' اس نے کچھ بھی نہیں کیا اور آج تک ویسے کا ویسا ہی پھر رہا ہے ۔ سر اس نے کوئی مارچ کی ہے ؟ کوئی کراچی سے پشاور تک مارچ کیا ہو ؟ نہیں کی ۔ اور نہ وہ کہتا ہے' وہ صحیح ہے' کیونکہ اس کے قول و فعل

میں تضاد نہیں ہے ۔ یہ وہی لوگ ہیں اور یہ اُسی کے پیروکار ہیں ' یہ سرمایہ داروں کے پٹھوں اور ٹٹو ہیں ۔ اس میں کوئی بات شک و شبہ کی نہیں ہے ' اس لئے کہ اس کے پاس سرمایہ ہے اور اس کی چمک سے وہ ہر چیز کی خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ اس کے ساتھ ہیں ۔ ہم پیپلز پارٹی والوں کے پاس وہ دھن دولت کہاں ہم ان کو کچھ نہیں کر سکتے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب اگر اچھے الفاظ استعمال کئے جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا اچھے الفاظ اس نے استعمال نہیں کئے ہیں۔ اس نے مغل شہزادی کہا ہے ' اس چیز کا چیئرمین صاحب نے نوٹس نہیں لیا ہم نے protest کیا مغل شہزادی تک وہ کہ گیا ہے پرائم منسٹر آف پاکستان کے بارے میں جو منتخب وزیر اعظم ہیں ۔ اب بات ان کو سننی ہو گی ۔جناب والا! آپ ان کی تقریروں کا ریکارڈ چیک کریں اس میں جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے میں نے تو ابھی اس کا عشر عشیر بھی استعمال نہیں کیا۔ اگر میں صحیح طور پر ۔۔

(مداخلت)

پروفیسر ساجد میر ۔ڈاکٹر شیر افگن صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ بالکل out of context ہے انہیں کچھ پتا نہیں کہ میں نے اور میری پارٹی نے ضیاء الحق کا ساتھ دیا تھا یا نہیں دیا تھا ساری باتیں وہ سیاق و سباق کے بغیر 'حوالے کے بغیر 'شواہد کے بغیر فرما رہے ہیں ۔ اور جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں وہ ان کی شان کے لائق نہیں ہیں ۔ وہ ثابت کر رہے ہیں کہ ان کو جمہوریت کے ساتھ ' انصاف کے ساتھ ' حق کے ساتھ کتنا لگاؤ ہے یہ خود ان کی تقریر سے پتا چل رہا ہے اور ان کے الفاظ بتا رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف رکھیں جی ۔ جی جناب آپ جاری رکھیں ۔

جناب راجہ محمد ظفر الحق ۔ کل پرسوں ایوان کا ماحول بہت اچھا تھا ۔میرا خیال یہ ہے کہ میں پروفیسر ساجد میر صاحب سے اتفاق نہیں کرتا 'کہ جو الفاظ ڈاکٹر صاحب استعمال کر رہے ہیں وہ ان کے شایان شان نہیں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں یہ الفاظ ان کے شایان شان ہی ہیں وہ بے شک استعمال کریں کوئی حرج نہیں ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ یہ آپ کے شایان شان استعمال کر تے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب آپ مجھ سے بات کریں ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں جی شکریہ ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا ! میں ان کے شایان شان الفاظ استعمال کر رہا ہوں کہ جو یہ قول اور فعل کے تضادات سے سرخرو ہیں جوبات یہ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور بالکل واضح حقیقت ہے ۔ میں آپ کے روبرو پیش کرنا چاہتا تھا ۔ پھر بات کرتے ہیں قانون کی فرمانروائی کی' الہام وتفہیم کی' جمہوریت کی' جمہوری اداروں کی۔ اب بات چلی ہےتو ہم اس کا تجزیہ کرتے ہیں کہ ان کے قائد نے یہاں کیلے فیریا میں یہ فرمایا کہ Hell With the constitution جو آدمی یہ کہتا ہےجس کے تحت اس نے حلف اٹھایا ہوا تھا جس کے تحت اس نے یہ حلف اٹھایا تھا کہ میں اس کا دفاع کروں گا میں اس کو preserve کروں گا اس کو protect کروں گا اس کو defend کروں گا اور جب وہ کہتا ہے کہ Hell with the constitution کہ بھاڑ میں جائے یہ اس کا قصور نہیں ہے وہ نفسیاتی طور پر اس نے اختیار کی ہے یہ سوچ جس کے تحت اس نے پرورش پائی تھی اور اس کے قائد نے یہ بر ملا کہا تھا کہ جناب یہ چندصفحوں کی کتاب ہیں پھینک دوں' پھاڑ دوں' الماری میں رکھ دوں۔ اور پھر اس نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ سیاستدان جو بھی ہیں میں جب بھی اشارہ کروں تو یہ دم ہلاتے ہوئے میرے پیچھے بھاگیں گے۔ یہ سوچنے کی بات ہے یہ تجزیہ کی بات ہے کہ وہ لوگ جو اسی کے پیرو کار ہیں اسی کی بنائی ہوئی نقلی مسلم لیگ کے ممبر ہیں یہ روایت رہی ہے اور یہ بات کڑوی ہے لیکن میں توقع رکھتا ہوں کہ بڑے دل گردے والے لوگ اسے سننا پسند کریں گے تاریخی شواہد ہیں کہ جو اصل مسلم لیگ ہے وہ تو Republic Party میں ہیں جب convert ہو گئی تو فوت ہو چکی تھی اس کے بعد جو بھی آمر یہاں مسلط ہوا چاہے فیلڈ مارشل ایوب خان تھے بانی مارشل لاء اس کے فرزند مارشل لاء جو بانی مارشل لاء کے بیٹے ہیں اورڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں آج کل بڑی خوش قسمتی ہے کہ ایک طرف ہیں بات سیدھی سی ہے ۔اس کے بعد پھر اس نے کنوینشن مسلم لیگ بنائی اس حوالے سے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس پرانے حوالے سے منسلک کر دیا جائے تاکہ آمرانہ نظام چلایا جاسکے اور کوئی بھی آمر اپنی من مانی کارروائی سے آگے بڑھ سکے اور حکومت

پر قبضہ جاری و ساری رکھ سکے یہی بات جناب چیئرمین آپ کو بھی معلوم ہوگی ۔

راجہ ظفر الحق صاحب جنرل ضیاء الحق کے فسٹ مین کے طور پر ایک خبر چھپی تھی اور میرا خیال ہے کہ آپ بھی اس چیز کو تسلیم کریں گے کہ ان کے اوپنر تھے تو وہ بڑا عجیب و غریب سوچ کا مالک تھا اور اس نے کہا تھا ۔ یہ خواجہ صفدر صاحب تھے' دوسرے تھے کہ وہ پہلے بنیادی طور پر پارٹی کے حق میں نہیں تھا ۔ ان کے بڑے مذاکرات ہوئے لیکن آخر میں جب انہوں نے دیکھا کہ پارلیمانی نظام بغیر پارٹی کے چل نہیں سکتا تو اس نے پھر سہارا لیا اور یہ یقینی طور پر ان کو علم ہے کہ موجودہ مسلم لیگ جو اب نون گروپ کہلاتی ہے یہ جنرل ضیاء الحق کی تخلیق کردہ شاہکار ہے اور اس نے یہ بنوائی ۔ میں کیسے مان لوں؟ آپ کیسے مان لیں' عوام کیسے مان لیں کہ یہ جناب والا! وہی مسلم لیگ ہے جو ہمارے قائد کی مسلم لیگ تھی ۔ وہ تو مرحوم ہو چکی ہے' مغفور ہو چکی ہے اور اب تو اس کا عرس ہونا چاہئیے تو اس میں سیدھی سی بات یہ ہے کہ اب جو ان کی مسلم لیگ ہے ۔ وہ یہ ہے کہ یہ آمرانہ نظام کی تخلیق کردہ مسلم لیگ ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ان کی سوچ اور رویہ اس حوالے سے بھی یہی ہے کہ جب بھی کوئی جمہوری صورت حال بنتی ہے تو یہ آمرانہ نظام کے ساتھ رہے ۔ آپ ان کا تجزیہ کریں ۔ اب ان میں دو قسم کے لوگ ہیں جو ہمارے خلاف اور پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف کام کر رہے ہیں ۔ ان کا منظر عام پر لانا انتہائی ضروری ہے وہ یہ کہ وہ لوگ جو تخلیق پاکستان کی جد و جہد کے خلاف تھے یا وہ لوگ جو غیر جمہوری طریقہ کار سے' آمرانہ ہتھیار سے اس ملک پر قبضہ کیا تھا اور وہ حواری جو اب تک یہاں ہیں وہ اکٹھے ایک صورت حال میں --- اور انہوں نے کیا موثر ہتھیار استعمال کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے؟ وہ یہ ہے کہ دین کے حوالے سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ وہ رات کی تاریکی میں جو اپنے آپ کو مجاہد کہلاتے ہیں وہ بزرگان دین جو دین کے ستون کہلاتے ہیں ۔ رات کی تاریکی میں 12 بجے کے بعد ضیاء الحق سے direct رابطہ بھی رکھتے رہے ہیں اور وہ دن کے وقت جنرل کے خلاف بڑی بھر پور باتیں کرتے تاکہ لوگوں کو یہ بتلایا جائے کہ ہم جناب بڑے مجاہد ہیں' ہم بہت اچھے لوگ ہیں ۔ 12 بجے کے بعد' اڑھائی بجے' تین بجے' ساڑھے تین بجے وہ اس کے ساتھ direct رابطہ قائم و دائم رکھتے رہے ہیں اور پھر یہ بات بھی جناب چیئرمین! میں یہاں پر اس ایوان کی کارروائی میں لانا مناسب سمجھتا ہوں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک اپنی جمہوریت کے منتخب وزیراعظم کو ایک آمر سے سزا موت دلوائی اور انہیں

اتنا بھی محسوس نہیں ہوا کہ ان میں کوؤں جیسی بھی قوت ارادی اور جرات نہیں تھی کہ ایک کوے کو اگر چوٹ لگ جائے حالانکہ اگر روٹی پھینک دیں تو وہ ایک دوسرے کو مارنے پر تل جاتے ہیں لیکن اگر ان کے ایک کوے کو چوٹ آ جائے تو سارے کے سارے دو اڑھائی گھنٹے تک روتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو جنرل ضیاء الحق کے پاس گئے کہ یہاں پر ایک قبر ہے بندے دو ہو۔ فوراً اس کو لٹکاؤ ورنہ تمہیں لٹکا دے گا۔ یہ تاریخی بات تاریخ میں موجود ہے اور یہاں پر وہ بندے موجود ہیں جنہوں نے کہا تھا۔ آج وہ جمہوریت کے دعوے بھرتے ہیں، ٹھیکدار بنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں؟ اور وہ یہاں حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کیا یہی جمہوری نظام کا خاصا ہے۔ کہ آمروں کے ساتھ مل کر اپنے منتخب وزیراعظم کے خلاف اپنی انا کو تسکین دینے کے لئے، اپنی جھوٹی انا کو تسکین دینے کے لئے باتیں کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو دھوکے سے ان کا مال کھاتے ہیں اور جنرل ضیاء الحق سے آپ کھاتے رہے ہیں اور آج یہ مجاہد بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ وہی ہیں جنہوں نے آٹھویں ترمیم کے سہارے سے اپنے تمام اثاثے جو حکومت اور قوم کے تھے اپنے حق میں کروائے اور میں آج انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر واقعی یہ مجاہد ہیں تو آٹھویں ترمیم کو undo کر کے دیکھئے۔ اس کو ختم کیجئے دستور میں سے۔ پھر عوامی کٹہرے میں کھڑے ہوں گے، کون سچا ہے کون جھوٹا ہے۔ یہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ان کے مفادات ہیں اس میں۔ Protection ہے ان کو۔ اور غیر قانونی کام کئے ہوئے پاس اور انہوں نے قتل کروائے ہیں، سزائیں دلوائی ہیں، یہ وہی لوگ ہیں۔ تو یہ ہے صورتحال۔ یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں احتساب کی یہ اڑھائی سال تک ہمارے اوپر ناجائز مقدمات بنواتے رہے۔ اور سات سات کیسز کے لئے کوشش کی، یہاں پر ہمارے معزز سابق رکن بیٹھے ہیں اور یہ ایک چیز بھی prove نہیں کر سکے۔ اڑھائی سال تک ہمیں اجازت نہیں تھی کہ ہم عوام کے لئے عدالتوں تک جاسکیں۔ اور آج کس منہ سے بات کرتے ہیں کہ احتساب پیپلز پارٹی کا کیا جائے۔ اڑھائی سال تک ہم اس آگ سے گزرے ہیں۔ ابھی تو انہیں ڈیڑھ سال بھی نہیں ہوا اور یہ ابھی تو گزرے ہی نہیں ہیں احتسابی عمل سے اور یہ لوٹنے میں سرفہرست تھے۔ انہوں نے خورد برد کئے ہیں، انہوں نے سرکاری رقومات کو ذاتی مکانوں اور محلوں میں استعمال کیا ہمارے علم میں ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ سیاسی انتقام ہوگا، یہ باتیں بناتے ہیں۔ حقیقت میں بات یہ ہے کہ احتسابی عمل اڑھائی

سال تک رہا اور چاروں حکومتیں انہیں کی تھیں۔ وفاق میں تھے اور جو صورتحال تھی، تمام ایجنسیاں ان کے پاس تھیں، اب کس منہ سے کہتے ہیں جناب والا! کہ پیپلز پارٹی کا احتساب نہیں ہوا۔ اور میں کہتا ہوں اور مثال کے طور پر میں ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لون کمیشن کوآپریٹو کے ضمن میں قائم کرایا انہوں نے۔ یہ ایک یا دو اشخاص کی صفائی کے لئے، اس نے تصدیق کردی۔ بات سمجھنے کی ہے۔ یہ ہماری حکومت ہے، یہ ہماری پارٹی ہے جس میں اخلاقی جرائت ہے۔ انہوں نے نام پیش نہیں کئے چاہے وہ پیپلز پارٹی کے تھے یا اسلامی جمہوری اتحاد کے تھے، یہ ہم نے کئے۔ جس نے بنکوں کے پیسے کھائے ہیں، عوام کے، جو بھی عمائدین تھے، industrialists تھے، جو ممبر تھے، جو کچھ بھی تھے، اس کی لسٹ بھی ہم لائے ہیں۔ اور قومی اسمبلی میں ہم نے جناب چیئرمین، پیش کی ہے۔ ان میں وہ جرأت بھی نہیں تھی۔ کیونکہ یہ سچے نہیں ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں، یہ ریاکار ہیں، یہ باتیں بناتے ہیں، لوگوں سے ٹھگی کرتے ہیں، میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا ایک قول سنانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا،

(یہ جو افراط زر اور ایک جگہ پہ زر کا اکٹھا ہوجانا کسی شخص کے پاس یہ بہت سارے حقوق پہ ڈاکہ زنی کے مترادف ہے)

بات سمجھنے کی ہے کہ چند سالوں میں جو ایک چھوٹے سے پلاٹ کا مالک تھا، وہ بہتر پلاٹ کا مالک بن جاتا ہے۔ تو یقیناً جناب چیئرمین! لاکھوں انسانوں کے حقوق پہ معاشی ڈاکہ زنی کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔ میں یہ نہیں مانتا۔ یہ بھی واضح ہے کہ وہ لوگ جو راتوں رات کل کچھ تھے اور آج کچھ ہیں، تین چار اس کے طریقہ کار ہوسکتے ہیں۔ یا وہ سمگلر ہیں، یا وہ ہیروئین اور منشیات کا کاروبار کرتے ہیں، امیر ہونے کے لئے، یا حکومت کا خزانہ لوٹتے ہیں یا عوام کے پیسے سے وہ غیر اخلاقی جرائم کر کے دولت اکٹھی کر سکتے ہیں۔ ورنہ حقیقی معنوں میں مزدور، محنت کرنے والے کے لئے سال ہا سال لگتے ہیں اور half a century, or 25 years, the least 25 years یہ تو آج ہم دیکھتے ہیں کہ ادھر وہ کل ٹوٹی ہوئی چارپائی پہ تھا اور آج وہ ٹربو جیرو پہ ہے۔ کل اس کے کھاتے میں تین سو کنال کا رقبہ تھا، آج ہم دیکھتے ہیں آدھے پاکستان کا مالک ہے، پرسوں ہم دیکھتے ہیں صوبیدار میجر تھا آج اس کا پوتا سارے پاکستان کا تمام فاؤنڈیشن کا اور interprenuer or enterprizes کا مالک ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ پرسوں چوتھ اس کا پردادا مولوی تھا آج اسی کی چھ کوٹھیاں اسلام آباد میں ہیں، چار فلیٹ لندن میں ہیں۔ اور اگر ساری عمر کی

تنخواہیں اکھٹی کی جائیں تو یقین جانیئے کہ ایک مکان نہیں بنتا۔ یہ حقائق ہیں ' یہ سوچنے کی بات ہے۔ اب یہ باتیں بناتے ہیں کیونکہ بات طویل سے طویل تر ہو سکتی ہے' میں بنیادی طور پر ایک نقطہ کے بعد ختم کرنا چاہوں گا کیونکہ باتیں تو بہت ہیں۔

جناب چیئرمین ! یہ judiciary کی بات کرتے ہیں' جیالے ججوں کی بات کرتے ہیں ' اس پر تنقید کرتے ہیں ' میرا ایک سوال ہے ' یہ بات انہوں نے کبھی نہیں کی کہ دستور کی فلاں شق کے متصادم پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے فلاں جج کو مقرر کیا۔ یہ کبھی آپ کو نہیں بتلائیں گے کہ فلاں قانون کی شق کے خلاف فلاں جج کا تقرر ہوا ہے ۔یہ بات نہیں کریں گے اور یہ کرتے ہی نہیں ہیں جو اصولی ہے۔ اب یہ کیا کہتے ہیں۔ یہ دستور کو پڑھتے ہی نہیں ہیں۔ Article 68 میں کیا لکھا ہے۔

No discussion in the Parliament about the conduct of the Judges of a Supreme Court or Judges of a High Court

یہ clear cut ہے ۔تو پھر انہوں نے حلف کیوں لیا۔ اس دستور کے تحت یہ معزز ادارہ بنا ہے۔ دستور خالق ہے ۔ کیوں لیا اس کے تحت یہ کہتے ہیں ہمیں منظور نہیں ہے ۔ہم نہیں لیتے ہم باتیں کریں گے ۔ اپنے حلف کا جب پاس نہیں رکھتے۔ حلف کا پاس ایک ذرا بھر بھی نہیں رکھتے تو یہ ان کو کیا حق پہنچتا ہے اس قسم کی باتیں کرنے کا اگر ذرا بھر بھی احساس ہوتا۔ اپنے حلف کو میں مولانا صاحب سے بھی گزارش کروں گا ۔

Read it to his own, oath which he has on this august floor. Outrightly it has been that I shall preserve, protect and defend the Constitution of Pakistan. How can he talk against Article 68. How can he take refuge behind Article 66. He does not immune a person whosoever is he even if a member of Parliament. Why he is taking this concession out of this camouflaging himslef. He is violatiang the Constitution of Pakistan. He should be aware of this very fact. If he has got any ground, if he has got any constitutional plea, of the legal plea, we should pursue to the superior court where he can get the rescue. We should not talk on this august House as a member of parliament. He is not entitled to do that otherwise he is violatiang the

Constitution and take a due cognizance of the matter

Mr. Deputy Chairman: Thank you, very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا محمد عبد الستار خان نیازی۔ ضیاء الحق کے ساتھ تین جماعتوں نے کوئی تائید نہیں کی۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Please. Please

آپ تشریف رکھیں He is on personal explanation

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ۔ تین جماعتوں نے جمعیت علماء پاکستان نے، تحریک استقلال نے، جمعیت علماء اسلام نے اور جمعیت اہلحدیث نے جرنیل کی تائید نہیں کی۔ بلکہ اس کی مخالفت کی ہے۔ پھر یہ ہے ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں۔ Please ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ غیر جماعتی انتخابات کی جو بات ہے ہم نے اس کا بائیکاٹ کیا تھا۔ بائیکاٹ کے ریکارڈ کو درست کریں۔

Mr. Deputy Chiarman: Please. Dr. Sahib. No cross talk

تشریف رکھیں جی ۔

Malik Muhammad Qasim: Point of order, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Malik Qasim Sahib.

Malik Muhammad Qasim. Sir. I would not have joined this controversy but when I walked in something was being said by my friend on this

side and now Maulana has said that there were only three parties. I broke my party because of Zia -ul - Haq, because our party refused to join Zia-ul-Haq Therefore, I want to bring this to the notice of the House.

Mr. Deputy Chairman: Mohtarma Nasreen Jalil Sahiba the floor is with you now.

Mrs. Nasreen Jalil: Thank you, Mr. Chairman. I am grateful to the President for having condescended to address both the Houses of the Parliament on the 14th November, 1994 which was after almost a year of being in his office. His address made it abundantly clear that the government was aware of the problem facing the country. On the other hand the address only described those measures which could be termed positive. Again they have been nothing but laurels from the government benches and I am afraid instead of critically anlaysing the whole address and recommending something positive the President has just praised whatever government is doing at present. Although the onus is on the treasury benches because they are the ones who would be correcting everything. We are only to point out. I wish they would open their eyes to reality and see what is wrong. The government in its endeavour to develop the country has given ample improtance to the energy sector. We pray to God that all the MOUs signed might become a reality.

آپ کو تو MOUs کی حقیقت کے بارے میں معلوم ہے کہ

it is just an agreement on paper and nobody is bound by them. The Government has been able to allure the foreign investors into signing MOUs by giving incentives and profitability, promising profitability of 30% or more. So the MOUs have been signed. But what about the feasibility report? Waht about the home

work which should have been done on the various projects. The Garden view Project is a case in point.

اس لیے لگایا جا رہا تھا تاکہ تھر کول کو استعمال کیا جا سکے مگر ابھی تک اس کی site بھی determine نہیں ہوئی ہے - and the whole thing is in doledurms اس لیے کہ Gorden view is interested in putting up the Project near a city and also because it wants to use the Australian coal in which he has the interest تھر جو کہ سندھ کا انتہائی غریب علاقہ ہے وہاں کے لوگوں کی بہتری کے لیے یہ کہا گیا کہ Garden vie project وہ لگ رہا ہے لیکن اس کے باوجود it's not going to go through probably ادھر' جناب چیئرمین' ہمارے ملک میں سیمنٹ درآمد ہو رہی ہے جبکہ ہمارا ہمسایہ ملک ایران سیمنٹ برآمد کر رہا ہے۔ سیمنٹ کے دام کم کرنے کے لیے حکومت کیا کر رہی ہے۔ production بڑھانے کے لیے ان کے کیا plans ہیں۔ اس کا کچھ پتا نہیں ہے۔ روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ دینے والے اس بڑھتی ہوئی مہنگائی کو کس طرح justify کریں گے۔ اب جبکہ ۲۰ فیصد گیس کے نرخوں کے بھی دام بڑھانے کی بات ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! عوام پر مزید taxes کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ گندم اس سال پہلے کے مقابلے میں زیادہ درآمد ہو رہی ہے۔ اس کے بارے میں ابھی پرسوں کامران خان کا نیوز میں ایک باقاعدہ آرٹیکل تھا جس میں انہوں نے بتایا کہ ۲۰ سے ۳۰ ملین روپے زیادہ خرچ کر کے حکومت یورپ سے گندم import کرنے کا سوچ رہی ہے جبکہ وہی گندم کم دام پر امریکہ سے آ سکتی ہے۔ تو corruption جو ہے وہ فالتو پیسہ جو دیا جا رہا ہے وہ کس کی جیب میں جائے گا۔

جناب چیئرمین' شوگرملز کی پیپلزپارٹی کی گورنمنٹ کے دوران اتنی sanctions ہوئیں کہ ان کی بہتات ہو گئی ہے۔ سندھ میں آج اتنی شوگر ملز ہیں کہ گنا وہاں پر کم پڑ جاتا ہے اورکسان اپنی آمدنی کو بڑھانے کے لیے گندم کی بجائے دوسری اجناس کاشت کر رہے ہیں گنا اگا رہے ہیں جبکہ----

جناب ڈپٹی چیئرمین- ڈاکٹر صاحب no cross talk please. -

بیگم نسرین جلیل- اچھا' کہاں کیوں اور کس کوفائدہ پہنچانے کے لیے اتنی تعداد میں

شوگر ملز لگائیں جا رہی ہیں؟ جناب چیئرمین کاٹن کی export اس سال کم ہوئی کیونکہ کپاس کو کیڑا لگ گیا تھا اور سینیٹر کمال اظفر صاحب کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ کیڑا جو ہے اس کی کوئی political affiliations نہیں ہوتی۔ یہ تو سچ ہے جناب چیئرمین لیکن حکومت کی نیت میں اگر فتور نہ ہو تو اللہ بھی مدد کرتا ہے۔ اس پہ ایک قصہ ہے کہ ایک بادشاہ اور ان کے وزیر بھیس بدل کے نکلے تو راستے میں ایک انار کے باغ میں گئے ان کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے کسان سے کہا کہ بھائی انار کا رس دے دو۔ تو وہ شخص جو تھا وہ دو گلاس لبالب بھر کے لے آیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کتنے انار کا رس ہے کسان نے کہا ایک کا۔ انہوں نے پیا اور اس سے کہا کہ اور لے آؤ۔ کسان جب دوبارہ لایا تو ایک گلاس آدھا بھرا ہوا تھا۔ اس کو یہ تو معلوم نہیں تھا کہ یہ بادشاہ سلامت ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ بھئی یہ کیا؟ کسان نے کہا کہ جی بادشاہ کی نیت میں فتور آ گیا تھا اور یہ واقعہ ہے کہ بادشاہ نے اپنے ذہن میں سوچا کہ اس باغ سے جب اتنا اچھا انار پیدا ہو رہا ہے تو اس سال میں اس پہ لگان زیادہ لگاؤں گا۔ لہذا جناب چیئرمین اگر حکومت کی نیت ٹھیک ہو تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ ادھر جناب چیئرمین' بینکنگ ایک ایسا شعبہ ہے جس کا صدر نے اپنی تقریر میں کوئی ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ شعبہ آج بھی talk of the town ہے۔ بنکنگ کے بارے میں حکومت نے کوئی واضح پالیسی نہیں دی ہے۔ نئے بنکوں کے لئے permissions دی جا رہی ہیں حالانکہ پہلے سے جو دس بنک sanction ہوئے تھے؛ ان میں سے دو تو take off ہی نہیں کر سکے۔ مہران اور انڈس بنک کی کارکردگی متنازعہ ہے۔ یہ چھ اور پہلے کے پانچ بنک موجود ہیں' ادھر سٹیٹ بنک نے loans کی limits پہ پابندی لگا دی ہے جس سے بنکوں کے منافعوں پہ اثر پڑ رہا ہے۔ ایسے حالات میں دس مزید نئے بنکوں کی permissions کیا معنی رکھتی ہیں؟

جناب چیئرمین! بغیر کسی واضح پالیسی کے نئے بنکوں کا وجود پورے بنکنگ سسٹم کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس ایوان میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر مزید بنک ہوں گے تو غریب لوگوں کو قرضے لینے میں آسانی ہوگی اور ان کو سہولت ہوگی لیکن آپ کو یہ معلوم ہے کہ بنک صرف مراعات یافتہ طبقہ کو ہی cater کرتے ہیں' غریب عوام کو نہیں؟

جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ روس کے ٹوٹنے کے بعد امریکہ ہی دنیا کی واحد سپر پاور ہوتا اگر کچھ ممالک معاشی طور پر مضبوط نہ ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جو ممالک

economically strong ہیں ' اقتصادی طور پر مضبوط ہیں 'وہی سپر پاورز کہلاتے ہیں ۔ اسی بنا جاپان ' چین اور یورپی یونین امریکہ کی صف میں کھڑے ہیں ۔ کسی بھی فارن پالیسی کو منوانے کے لئے یا موثر ثابت کرنے کے لئے ' چاہے وہ بوسینیا پر ہو یا کشمیر پر ضروری ہے کہ ہم معاشی طور پر مضبوط ہوں ۔ جناب چیئرمین ! اگر ہم economically weak ہیں تو ہماری کہیں شنوائی نہیں ہوگی ۔ چین کی مختلف پالیسیوں پر مغربی ممالک کو اعتراض ہے لیکن اس کی مضبوط معیشت کی وجہ سے وہ اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتے ' یہی وجہ ہے آج بھی چین اپنے ایٹمی پروگرام پر عمل کر رہا ہے اور اس کا most favoured nation کا status برقرار ہے ۔ مضبوط معاشی اور اقتصادی طاقت بننے کے لئے ضروری ہے کہ اندرون ملک استحکام ہو ۔ لیکن جناب چیئرمین ' آج جو صورت حال ہے ' وہ یہ ہے کہ معیشت تباہ ہو رہی ہے اور ملک تباہ ہو رہا ہے اور یہ سمجھنے کی بات ہے تاہم پیپلز پارٹی سمجھتی ہے کہ اگر کراچی تباہ بھی ہوگا تو ان پر شاید کوئی اثر نہ پڑے ۔ کراچی کو سال بھر سے جان بوجھ کر تباہ کیا جا رہا ہے ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں پاکستان کے کسی قسم کے فیصلے دنیا کو قابل قبول ہوں گے ۔

جناب والا ! یہاں investment کی بات ہو رہی ہے کہ پاکستان میں بہت investment ہوگی اور ہو رہی ہے ۔ مونو رولا کمپنی ' جس کے shares mobilinks میں ان کے contract میں تھا کہ وہ کراچی سے بھی operate کریں گے لیکن یہ sanction ان سے واپس لے لی گئی تھی اور انہیں کام کرنے کی اجازت نہیں مل رہی تھی ۔ پھر 15 مئی کو اخبارات میں خبر آئی کہ mobilinks سے کہہ دیا گیا ہے کہ آپ کراچی سے operate کر سکتے ہیں ۔ اس کے بعد دوپہر کو یہ خبر آئی کہ وہ sanction واپس لے لی گئی ہے ۔ This matter is being discussed in the Senate of United States of America اور آپ کو معلوم ہے کہ مونو رولا کمپنی جو ہے اس کی اتنی اہمیت ہے کہ پریسلر amendment پر بھی اس کا اثر پڑے گا

جناب والا ! کراچی کی law and order کی situation کے بارے میں عرض کرتی ہوں کہ آپ کا کہنا ہے کہ وہاں لوگ اب مارے نہیں جا رہے ہیں ۔ اب قتل ہونے کی رفتار کم ہو گئی لیکن جو ظلم و بربریت روا رکھی جا رہی ہے اور لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے ' اس کی وجہ سے لوگوں میں بے انتہا غصہ ہے ۔ یہ لاوا کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے ۔ United

States Consulate نے اپنا visa section کراچی سے لاہور منتقل کر دیا ہے ۔

It is an indication of the reality of what is taking place in Karachi . It is also indication for the government to take head and not brutalise the people of the Karachi.

جناب والا ! کراچی کا hotels occupancy rate پہلے کے مقابلے میں بہت کم ہو گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کرتی ہوں کہ پرائم منسٹر صاحبہ نے کراچی package کا اعلان پچھلے جون میں کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ چونکہ یہاں ایم کیو ایم اور religious جماعتوں کے علاوہ کسی کو کام کرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ لہذا پیپلز پارٹی وہاں کا انتظام سنبھالے گی اور کراچی کے لوگوں کو سہولتیں مہیا کریں گے ۔ انہوں نے اپنے ایڈمنسٹریٹروں کو اپنے جیالوں کو لوکل باڈیز میں لگا دیا ۔ کراچی پیکج کا اعلان کیا گیا ، کراچی پیکج میں جو پراجیکٹس ہیں وہ زیادہ تر وہ ہیں جو کہ پائپ لائن میں تھے اور پی او ٹی کے بیسز پر ان کو مکمل ہونا ہے لیکن ابھی بھی ان کی رفتار ایسی ہے کیونکہ کراچی میں اس حالت میں سال بھر گزر جانے کے باوجود کوئی واضح تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! کے ای ایس سی جو کہ کراچی کو بجلی سپلائی کرتی ہے ۔ وہ کراچی کی ضرورت سے زیادہ بجلی بناتے ہیں اور وہی بجلی واپڈا کو sell کی جاتی ہے ۔ کراچی کی ہمدردی میں کراچی پیکج کا اعلان کیا گیا لیکن آج تک کسی فرم کو contract نہیں دیا گیا کہ وہاں کی maintenance اور distribution کا کام وہ دیکھے ۔ کیونکہ اس سال بھی کراچی میں بجلی کا وہی حال ہے کہ کبھی ہے اور کبھی نہیں ۔ جناب چیئرمین! حکومت ایگریکلچر سیکٹر پر ٹیکس کیوں نہیں لگا رہی ؟ سارے ٹیکسز کا بوجھ انڈسٹریل سیکٹر پر پڑتا ہے۔ ڈو ملین روپے ریونیو بھی ایگریکلچر سیکٹر سے نہیں ملتا۔(پانی منگوا دیں گے چیئرمین صاحب)۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ان کو ایک گلاس پانی لا کر دیں۔

بیگم نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین ! کراچی میں مختلف ایجنسیز اور حکومت نے پچھلے دنوں جو خونی کھیل اپنے پالتو terrorist سے کھلوایا ۔ وہ آج کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے اس کے ساتھ انہیں terrorist پولیس ، رینجرز اور elite force کو carte blanche دے دیا گیا کہ وہ جائیں اور نہتے شہریوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ دیں۔ اس ایوان میں جناب چیئرمین کراچی

کی صورت حال پر اتنی مرتبہ بحث ہو چکی ہے کہ مجھے خود بار بار وہی باتیں دہراتے ہوئے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ آج بھی وہاں حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ جو ان کے پالتو terroriest تھے وہ بے شک ہٹ گئے ہیں لیکن پولیس ، رینجرز اور elite force آج بھی بستیوں کا محاصرہ کر رہی ہے آج بھی وہاں پر لوگوں کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر میدانوں میں بٹھایا جاتا ہے آج بھی گرفتاریاں عروج پر ہیں آج بھی کسی so called wanted person کو گرفتار کرنے کے لئے جاتے ہیں اور اس کے بھائی ، باپ یا کسی اور عزیز کو گرفتار کرکے لے آتے ہیں ۔ میں آپ کو نیو کراچی کا واقعہ بتانا چاہتی ہوں ۔ ایک بچے کو گرفتار کرنے کے لئے گئے وہ وہاں پر نہیں تھا تو اس کے بھائی کو اٹھا لیا ۔ اس گھر میں اور کوئی مرد نہیں تھا۔ تو ہمسایوں نے اپنے بچے کے ہاتھ اس کے لئے کھانا بھیجوایا جب وہ بچہ کھانا لے کر گیا تو اس کو بھی lock up میں بند کر دیا گیا اور تین دن کے بعد اس کو رہا کیا گیا اس کی آنکھوں پر مستقل پٹی باندھے ہوئے تھی اور جناب چیئرمین! ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ رشوت دے کر اپنے آپ کو نکلوا سکتے ہیں وہ تو نکل آتے ہیں ۔ باقی لوگوں کے خلاف criminal cases بنائے جاتے ہیں یا ان کو اسی جانوروں سے بدتر حالت میں کئی کئی دن کئی کئی ہفتے اور کئی کئی مہینے lock ups میں رکھا جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں Human Rights Committee کی meeting میں بھی میں نے کہا تھا کہ کراچی میں 109 تھانے تو ضرور ہیں لیکن آج وہاں پر 87 اور state torture cells بنائے گئے ہیں۔ جب ڈیڑھ سو ، ڈھائی سو لوگوں کو یہ ایک ساتھ گرفتار کرتے ہیں اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے جاتے ہیں تو ان پر باقاعدہ وہاں تشدد کیا جاتا ہے اور یہ state torture cells پارک میں ، کالج بلڈنگز میں ، ریسٹ ہاؤسز میں ، پرائیویٹ residences میں ، کمیونٹی سنٹر میں کھلے ہوئے ہیں ۔ جناب چیئرمین سنٹرل جیل کا ٹوٹل 3600 افراد سے زیادہ کا ہے۔ جبکہ سال بھر پہلے وہاں دو ہزار افراد تھے جبکہ وہاں کی capacity 987 یا کچھ ایسے ہے ۔ تو آپ سوچیں کہ ان کو کس حالت میں وہاں پر رکھا جاتا ہوگا ۔ اگر آپ نے ڈان میں سادات رضوی کی آپ بیتی پڑھی ہوگی تو آپ کو اس بات کا اندازہ ہوگا ۔ اس کرب کا اندازہ لگا سکتے ہیں جس سے کراچی کے شہری گزر رہے ہیں ۔ میں فاروق سومار کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اتنا دلیرانہ قدم اٹھا کر ایم کیو ایم حقیقی کو expose کیا ------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ محترمہ آپ بیٹھ کر اپنی تقریر جاری رکھ سکتی ہیں ۔ اگر

بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ کر تقریر جاری رکھ سکتی ہیں ۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کی طبیعت ناساز سی ہے ۔ کچھ سر میں بھی تکلیف ہے ۔

بیگم نسرین جلیل۔نہیں جی ٹھیک ہے شکریہ ۔ یہ وائرس ہے جی پتہ نہیں کس قسم کا ۔

بجائے اس کے کہ حکومت عوام کا mandate تسلیم کرکے سندھ کی شہری نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو accomodate کرتی اس کو دہشت گرد جماعت بار بار کہہ کر جمہوریت ' آئین اور انسانی حقوق کا جناب چیئرمین مذاق اڑایا جارہا ہے۔ کیا ایک ایسی حکومت جمہوری حکومت کہلانے کی حقدار ہے جو عوام کا mandate سرے سے تسلیم ہی نہ کرے ۔ جو اپنے ہی ملک میں اپنے ہی شہریوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ دے۔ جو منتخب نمائندوں کی وفاداری ' مفادات کی لالچ دے کر اور جبر و تشدد کا خوف دلا کر حاصل کرے ۔ جس کی اکثریت turn coat یا لوٹوں پر منحصر ہو ۔ what moral right

آپ has the PPP Government to call itself a democratic government,Sir. سینیٹر آفتاب شیخ صاحب کا کیس دیکھ لیجئے کہ انہوں نے ' حکومت نے نہ صرف چیئرمین کی رولنگ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ یہ ان کا طریقہ ہے victimise کرنے کا ' لوگوں کو اشتعال دلانے کا ' جس طرح سے حیدر آباد میں ایم کیو ایم کی سوشل ویلفیئر ونگ ہے ۔ خدمت خلق کمیٹی' ان کو plot دیا گیا کہ وہاں سے وہ سوشل ویلفیئر کے کام کریں ۔ اس پر ۹۹ سال کی lease تھی لیکن سندھ حکومت نے وہاں جاکر اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ۔ وہاں پر باقاعدہ عوام اور پولیس رینجرز میں جھگڑا ہوا ۔ دو افراد شہید ہوئے اور وہاں کے MPs کو گرفتار کیا۔

Mr. Chairman, I would like to ask you is this decmoracy, is this fairness, is this justice? I have no words to express myself

پتا نہیں لوگوں کا ضمیر شاید ختم ہو چکا ہے ۔

Anyway what we could do, we have done. We have filed a Constitution petition in the Supreme Court of Pakistan under Article of 184 of the Constitution. This is the complaint of the serious violations of the fundamental rights namely 9,

10,14,15,16,17,18,22,25 and 27. In fact, there is a ban on MQM , there is a ban on our party. In this democracy, there is a ban on a political party, undeclared ban. Sir This infringes on a constitutional right as well as international guarantees which are applicable to us since Pakistan signed many treaties such as the international movements on civil and political rights. 1966

جناب چیئرمین ! میرا آپ کی توسط سے سوال ہے کہ کراچی کو کیوں تباہ کیا جارہا ہے ۔ کیا اس وجہ سے کہ اس ملک کا Feudal system ایم کیو ایم phenomena کو برداشت نہیں کرسکتا ۔ یہ عوام الناس کی بھی اتنی جرآت ہو جائے کہ وہ اپنا حق مانگے ۔ وہ حق جس کے لئے ہندوستان کے مسلمان 1857ء سے انہوں نے اپنی جدوجہد شروع کی تھی ۔ وہ جدوجہد آج بھی جاری ہے ۔ جناب چیئرمین! غریب اور متوسط طبقہ کے حقوق کی جدوجہد اپنا ملک بن جانے کے بعد بھی جاری ہے ۔ کیونکہ وہ دو فیصد طبقہ جس کی اجارہ داری ہے وہ چاہتا ہے کہ 98 فیصد عوام کو اپنا ہاری اور غلام بنا کر رکھیں ۔ یہ دو فیصد طبقہ آج بھی حکومت کررہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ملک کے تمام عوام کو اسی طرح سے treat کرے جس طرح سے انکی زمینوں پہ ہاری اور غلاموں کو treat کیا جاتا ہے ۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جیل میں مختلف خواتین سے میری بات ہوتی رہی ۔ تو وہ بتاتی ہیں کہ سندھ میں اگر کوئی خاتون اول تو اس کا بھائی ' باپ ' بیٹا ' شوہر ' کوئی بھی ہو اس کو بیچتے ہیں کوئی اس کو ہچکچاہٹ نہیں ہوتی ۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر اس کا کوئی بھی دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے اور اس نے اگر کہیں ملازمت کی ہے تو اس کو دو جوڑے کپڑے اور روٹی ملے گی ۔ اور یہی ان کی قسمت ہوگی ۔ جب وہ لوگ کراچی آتے ہیں تو ان کو اندازہ ہوتا ہے کہ عزت کیا چیز ہے ۔ باعزت زندگی گزارنے کا کیا مطلب ہے ۔

جناب چیئرمین اگر سب لوگوں کو آگاہی اور شعور ' جو کہ ایم کیو ایم کے لوگوں کو ہے وہ ہو جائے ......

جناب چیئرمین ان سے کہیں disturb نہ کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ملک صاحب مہربانی کریں وہ ڈسٹرب ہو رہی ہیں محترمہ جی

جناب۔

بیگم نسرین جلیل: جناب چیئرمین! کراچی کے عوام کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر حکومت یہ بھول رہی ہے کہ نئے سندھی وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ کراچی اگر خوشحال ہے اگر یہاں اسکول ہیں، ہسپتال ہیں اور دیگر سہولتیں ہیں تو وہ کسی حکومت کی مرہون منت نہیں ہیں بلکہ عوام کی اپنی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ اور اس میں تمام وہ لوگ جو آ کر وہاں آباد ہوئے ہیں چاہے وہ پنجابی ہوں، بلوچ ہوں، پٹھان ہوں، مہاجر ہوں وہ ان سب کی محنت کا نتیجہ ہے۔ راشدی صاحب صحیح کہتے ہیں کہ آپ اندرون سندھ تو جا کر دیکھیں کہ وہاں کتنی غربت ہے مجھے اس کا اندازہ ہے اس لئے کہ ابھی میں وہاں پر بھی جا چکی ہوں اور پچھلے دنوں میں کوئٹہ گئی تو وہ غربت جو bairness اور جو lifelessness وہاں پر تھی اس پر واقعی مجھے افسوس ہوا کہ کیوں وہاں پر ترقی نہیں ہو رہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہاں ایک ہسپتال ہے بولان میڈیکل کالج وہ 1972 میں بھٹو صاحب کے زمانے میں شروع ہوا تھا وہ آج تک بھی مکمل نہیں ہوسکا۔ جناب چیئرمین اندرون سندھ سے آنے والے بھی کراچی اور حیدرآباد سے واپس جانا نہیں چاہتے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کراچی کو تہہ و بالا کرنے پر مصر ہیں۔ آج کراچی اور حیدرآباد میں رہنے والوں کو کس بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ آپ ایم کیو ایم اور الطاف حسین کو ختم کرنے کے لئے سندھ کی بڑی آبادی کو تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں نوجوانوں کا قتل ہو رہا ہے جناب چیئرمین، چند افراد یا حکومتیں تو ختم ہو سکتی ہیں مگر قومیں ظلم سے ختم نہیں ہوتیں۔ بلکہ اور ابھرتی ہیں۔ ظلم جب بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ جناب چیئرمین چرار شریف پر we condemn violence, we condemn terrorism whether it is in Kashmir Bosnia, Chechnia, اور کراچی ------ چرار شریف پر اس ایوان میں جس انداز سے ظلم و بربریت کی مذمت کی گئی وہی اصول آپ اپنے ہاں کیوں نہیں اپناتے؟ کیا وجہ ہے کہ دوسروں کے لئے کچھ اور، اور اپنے لئے کچھ اور، اور آپ کے قول و فعل کا تضاد جو ہے ہمارے ملک کو نہ جانے کہاں لے جا رہا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے کہ حکومت ہوش کے ناخن لے۔

It is not at all order Sir, is it too much to ask that strong and powerful local bodies without interference by the government should take place. Equal educational opportunity should be given to all. Employment in government

should be on me..t. Industrialization of under developed areas should take place Distribution of resources on equitable basis should be done Demarcation of electoral boundaries on natural and democratic basis should take place Sir and correct census is the must for any future planning of the country Since being in office President Farooq Leghari, the apathy what is taking place in the country is alarming. The PPP Government is very sure that it has its man as President and therefore can commit all kinds of accesses without fear of being ousted Is it not true? I am asking my colleagues The trust which we reposed in the President Mr. Farooq Leghari as a person of integrity and honesty has been betrayed.

کیا جو کچھ حکومت وقت پورے ملک خصوصا" سندھ میں کر رہی ہے کیا وہ سب صدر کو نظر نہیں آ رہا؟ آپ دوروں پر جائیں، شکار کھیلیں مگر خدارا انسانوں کا شکار بند کروا دیں ۔ اور یہ شکار اس لئے نہیں ہے کہ آپ ان کو جان سے مار رہے ہیں بلکہ آپ جس طرح سے ان کو treat کر رہے ہیں ان کو جنگلوں کے پیچھے کر رہے ہیں ان کی بے عزتی کر رہے ہیں ان کو ذہنی تکلیف پہنچا رہے ہیں ۔وہ سب کچھ اس میں شامل ہے ۔ ادھر مہنگائی نے غریبوں کی کمر توڑ دی ہے خدارا ظلم و بربریت بند کریں کراچی کو تباہ نہ کریں جو economic crunch کراچی محسوس کر رہا ہے وہ پورے ملک پر اثر انداز ہوگا۔ جناب چیئرمین مہنگائی اتنی زیادہ ہو گئی ہے جس طرح سے لوگ suffer کر رہے ہیں تو پھر جب لوگ باہر آئیں گے تو پھر یہ جنگ آپ کی اور میری نہیں سندھی مہاجر، پٹھان، بلوچی کی نہیں، شعیہ سنی کی نہیں بلکہ have and have not کی ہو گی۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے عرض کرنا چاہتی ہوں اور اس طرف بیٹھے ہوئے لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ۔

اے خاک نشینو! اٹھ بیٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت گرائے جائیں گے جب تاج اچھالے جائیں گے
اب ٹوٹ گریں گی زنجیریں اب زندانوں کی خیر نہیں
جو دریا جھوم کر اٹھے ہیں موجوں سے نہ ٹالے جائیں گے

شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بہت بہت شکریہ جناب جہانگیر بدر صاحب۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب چیئرمین میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ عرصہ ۶ ماہ سے چلنے والی صدر پاکستان کی تقریر کے حوالے سے ہونے والی بحث میں آپ نے مجھے یہاں پر تقریر کرنے کا موقع دیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ۶ ماہ سے چلنے والی یہ بحث جس انداز سے اس ایوان میں چلی اور بعد ازاں جو جمہوری عمل اور development اس دوران ہوئی ہیں ان میں صدر پاکستان سے درخواست کرنی چاہیے کہ مشترکہ پارلیمان سے خطاب کرنے کے لیے وہ ایک اور تقریر فرمائیں۔ لیکن اس سے پیشتر کہ میں کوئی اور بات کروں میں صدر پاکستان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں میں نے صدر پاکستان کے ساتھ کوٹ لکھ پت جیل میں ایک سال ایک چھوٹے سے سیل میں اسیری کے طور پر گزارا۔ میں ان کے کردار اور ان کی تمام زندگی جو انہوں نے اس ملک کی سیاست میں گزاری مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے اس لیے ایک سیاسی کارکن ہونے کے ناتے سے میں سب سے پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان میں انہیں اس تمام جدوجہد پر جو کہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے ملک میں جنرل ضیاء الحق کی آمریت کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے گزاری اس پر انہیں جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ اور اس خراج تحسین کو یہاں پیش کرنا کوئی خوشامد نہیں۔ خوشامد تو اس وقت کی جاتی تھی جس وقت جنرل ضیاء کو یہاں کے کئی سیاسی رہنماؤں نے اپنا خدا تسلیم کر لیا تھا۔ آج تو جمہوریت ہے صدر پاکستان فاروق احمد لغاری یہ deserve کرتا ہے کہ جو انہوں نے جدوجہد کی اس پر انہیں خراج تحسین پیش کیا جائے۔ صدر بننے کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو سب سے پہلا صدمہ فاروق لغاری صاحب سے ہوا جب انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی سے استعفیٰ دیا اور یہ کہا کہ ان کا پاکستان پیپلز پارٹی سے کوئی تعلق نہیں اور وہ تمام ملک کے صدر ہیں میرے خیال میں سیاست کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ بات انہوں نے بالکل ٹھیک کہی تھی۔ وقتی طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو ان کی اس بات سے صدمہ ضرور پہنچا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے overall مفادات میں صدر صاحب کا غیر جانبدار ہونا بہت ضروری تھا اور اس کے لیے انہوں نے بہت خوشدلی کے ساتھ یہ gesture صدر بننے کے فوراً بعد دیا۔ میرا خیال تھا کہ ان کا

یہ gesture اپوزیشن تک پہنچے گا اور یہ پیغام دے گا کہ اس ملک میں جمہوریت کے جو یہ دو بڑے اہم ستون ہیں حکومت اور اپوزیشن۔۔۔ کہ پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والا ایک ایسا شخص ہے جو یہ دعویٰ دے رہا ہے کہ یہاں پر بیٹھ کر قومی مسائل اور انٹرنیشنل مسائل پر بھی بات کی جا سکتی ہے اور پاکستان کے overall مفادات پر ایک ایسی پالیسی اس ٹیبل پر بیٹھ کر ترتیب دی جا سکتی ہے جو کہ ملک کے مفاد میں ہو اور ملک کی جو strategic position ہے اس کا تعین کرے لیکن جناب والا اگر 14 نومبر 1994 کے اس دن کا جائزہ لیا جائے اور جیسا میں نے کہا کہ ایک نئی تقریر کی ۔۔۔ت ہے تو اس دن کے حوالے سے اگر جائزہ لیا جائے تو اس دن اخبار میں ایک خبر تھی کہ سابقہ وزیر اعظم میاں نواز شریف کے والد کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور اس کے بعد جب میں وہاں پر پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پہنچا تو ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق جس قسم کا ماحول وہاں پر اپوزیشن والوں نے قائم کیا اس سے sanctity of the House مجروح ہوئی ہے جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین! آپ نے اس دن خود بھی یہ جائزہ لیا ہو گا کہ وہاں پہ بات سیاست سے بہت آگے جا چکی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ اپوزیشن تمام سیاسی آداب کو بھول چکی ہے۔ یوں لگتا تھا کہ قبیلوں کے درمیان ایک جنگ کی کیفیت ہے اور وہ جناب فاروق احمد لغاری کی ذات کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور جب محترمہ بینظیر بھٹو پہ بھی حملے کئے جانے لگے تو ان کو بہت مشکل سے روکا تو یوں لگتا تھا کہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق نہ صرف اس ملک کے سب سے بڑے سیاسی ادارے کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے بلکہ اس ادارے کا جو future ہے اس کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں اور میں نے یہ تقریر بھی سنی اس دن کے حوالے سے ایک ایف آئی آر جو وہاں تھانے میں جمع کروائی گئی اس میں میرا نام بھی دیا گیا کہ ہاؤس کے کسی کونے میں اس قسم کی کوئی ہاتھا پائی دو گروہوں کے درمیان ہوئی ہے اس کے پیچھے میرا ہاتھ ہے۔ میں نے اس بارے میں پہلے بھی بات کی تھی اور میں اس پر آج کوئی لمبی بات نہیں کرنی چاہ رہا۔ میں اس وقت پنجاب پیپلز پارٹی کا پریذیڈنٹ تھا اور میں یہ سمجھتا تھا کہ چونکہ پارٹیوں کے درمیان تصادم ہوا ہے لہذا پرچہ مجھ پر ہی ہونا چاہیئے تھا اس کا مجھے افسوس نہیں لیکن جناب والا! بات یہ ہے کہ وہاں پہ اس دن جو strategy اپوزیشن نے بنائی گئی وہ یہ تھی کہ جس طرح کی strategy

اس سے پہلے ایک دفعہ جب انہوں نے دیکھا کہ "گو بابا گو" کے نعرے جب ہم نے لگائے اور اپوزیشن کے ممبران نے یہ بات بھی کہی کہ ہم نے بھی لگائے تھے۔ مسلم لیگ نواز شریف والوں کی جو point ہے اس کا میں نے بہت جائزہ لیا ہے اور ان کی یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی جو activities کرتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی جو سائل اختیار کرتی ہے اس کی نقل کی جائے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی politics خالصتا" ایک عوامی politics ہے اور وہ اس ملک کو اپنی activities کو ہمیشہ سیاسی عمل سے آگے لے کر گئی ہے لیکن جناب والا انقل کے لئے عقل کی ضرورت ہے۔ نقل کے لئے objective condition کی ضرورت ہے سیاست کوئی ایسی چیز نہیں جس پہ ایک چیز ایک سال پہلے کسی اور objective condition کے تحت ہوئی ہوں اس کو اسی طریقے سے اپنا کر کامیابی کی حد تک پہنچایا جا چکا ہو۔ اور پھر میں نہیں سمجھتا کہ یہ کام سیاست کا طالب علم نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کس بات کی انہیں عجلت ہے۔ یہ کیا سمجھتے ہیں کہ کیا ایک دن میں یہ حکومت کو مار گرائیں گے۔ ہم نے تو ایک دن میں یہ بات نہیں کی تھی۔ اور پھر ۱۹۹۰ کے انتخابات اور ۱۹۹۳ کے انتخابات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ۱۹۹۰ کے انتخابات ایسے انتخابات تھے جو مشکوک انتخابات تھے۔ اور جس کو تمام دنیا نے مشکوک قرار دیا۔ اور ۹۳ ۱۹ کے انتخابات ایسے انتخابات تھے جس کو تمام دنیا بشمول لیڈر آف دی اپوزیشن میاں نواز شریف نے on the floor of the House تسلیم کیا۔ لیکن نہ جانے ان کے ذہن میں یہ کیسے سوال آیا کہ یہ ایک اس طرح کے مارچ سے یہ اس طرح کی aggressive اور غیر پارلیمنٹری activities سے پارلیمنٹ کے اندر ایسی حرکات کرتے ہوئے اس پارلیمنٹ کو گرا سکتے ہیں۔ اور صدر پاکستان جو خود ایک غیر جانبدار شخصیت بنا چاہتے ہیں ان کو متنازع شخصیت کیوں بنانا چاہتے ہیں اس لئے کہ یہاں پر جمہوریت کا مستقبل برباد ہو اور پھر کوئی ڈکٹیٹر آئے جو یہاں پر پالے پوسے سرمایہ داروں کے بیٹوں کو اور پالے پوسے یہاں پہ ان نام نہاد علماء کو جن کو قوم نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ میں علمائے سو کی بات کرتا ہوں۔ جو جنرل ضیاء الحق کو اپنے کندھوں پہ بٹھا کر یہاں آئے تھے۔

جناب والا! اگر ہاؤس کے اس دن کو دیکھا جائے جو strategy وہاں پہ اپنائی گئی اور جو پاکستان پیپلز پارٹی کی strategy تھی اس میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی نے حکومت کے خلاف لانگ مارچ کیا سابقہ حکومت کے خلاف جب پاکستان پیپلز پارٹی کے اس وقت کے صدر کے خلاف کیا تو معروضی حالات کیا تھے۔ اور ہماری سوچ اور ہمارا عمل خالصتا ایک

سیاسی عمل تھا جس میں کسی کی ذات کا تعلق نہیں تھا اور جو strategy اپوزیشن والوں نے ۱۴ نومبر ۱۹۹۴ء کو صدر پاکستان کی تقریر کے موقع پر اپنائی وہ strategy غیر سیاسی تھی، غیر پارلیمنٹری تھی اور ایک ذاتی قسم کی انا پر مشتمل انہوں نے جو strategy بنائی اس سے جناب والا پارلیمنٹ کے وقار کو دھچکا پہنچا ہے۔ اور پاکستان میں جمہوری ادارے جو اب مضبوطی کی طرف قدم بقدم جا رہے ہیں اس کو دھچکا پہنچا ہے۔ اور یہ دھچکا ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق جنرل ضیاء الحق کی ان باقیات نے دینے کی کوشش کی جو اس ملک میں ایک شخصی حکومت قائم کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جناب والا! تاریخ کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ حقیقت کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اور حالات حقائق کی روشنی ہی میں بیان کئے جا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے میرے مخالفوں کو میری باتیں اچھی نہ لگیں۔ ہو سکتا ہے کہ میں ایک مخالف ہونے کے ناتے یہ باتیں کر رہا ہوں لیکن جناب والا میں یہ باتیں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے کر رہا ہوں۔ سیاسی مخالفت اپنی جگہ پر، یہ تمام دنیا میں سیاست کا ایک مسلمہ اصول ہے ایک کنونشن ہے تمام دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم نے ترقی نہیں کی، پھر دوبارہ مختصر ... ہیں جبلیل کو کھنا پڑے گا، ملک میں مہنگائی ہے، بیروزگاری ہے، بیماری ہے اس سے چھٹکارا کیوں حاصل نہیں ہوتا۔ اس سے چھٹکارا اس لئے حاصل نہیں ہوتا کہ جن ملکوں نے ان لعنتوں سے چھٹکارا حاصل کیا ہے، یا اس پر قابو کیا ہے۔ ہم ان کو study نہیں کرتے۔ ہم ان کو مشاہدے میں نہیں لاتے، ہم ان کو عملی شکل نہیں دیتے، ہم کہتے ہیں کہ ہر چیز اپنی جگہ رہے بیروزگاری بھی رہے، بربادی بھی رہے، ختم ہو تو پاکستان پیپلز پارٹی کو ختم کر دیا جائے، برباد کر دیا جائے باقی چیزوں کی طرف توجہ نہ دی جائے۔

جناب والا! آج میرا point of view یہ ہے کہ اپوزیشن کو یہ چاہیے تھا، اپوزیشن والوں کو آج بھی چاہیے کہ مخالفت کرو، حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہو آپ کا حق ہے، آپ سڑکوں پر آنا چاہتے ہیں آپ کا حق ہے، آپ long march کرنا چاہتے ہیں آپ کا حق ہے، آپ جس طریقے سے ساتھ میں ختم کرنا چاہتے ہیں وہ آپ کا حق ہے لیکن خدا کے لئے ترقی یافتہ قوموں کی طرح یا وہ قومیں جن کی جمہوریت کی دو دو سالہ تاریخ ان کے پیچھے ہے، ان کی تاریخ بھی study کریں اپنی تاریخ سے بھی سبق حاصل کریں اور ان کی تاریخ کا بھی مشاہدہ کریں اور جو بین الاقوامی مسائل ہیں ملک کے، ملک کے جو international factors ہیں، ملک کے جو قومی مسائل ہیں جیسے دوسری جانب سے کراچی کے مسئلہ پر یہ کہا گیا ہے تو ہم نے متعدد دفعہ ان سے درخواستیں

کی ہیں کہ آئیں ان مسائل پہ مل بیٹھیں۔ آئیں ان مسائل پہ مل کر بات چیت کریں۔ آئیں ان مسائل کے لئے مل کر مشترکہ کوئی strategy قائم کریں جو ملک کے overall عوام کے مفاد میں ہو۔ ملک کے تمام عوام کے مفاد میں ہو اور اس میں automatically ہم بھی آ جائیں گے۔ جس سے بہت ساری لعنتوں سے، بہت ساری مصیبتوں سے ہم چھٹکارا حاصل کر سکیں گے۔ یہ دیکھیں ابھی چرار شریف کا واقعہ پیش آیا۔ اس پہ بھی اپوزیشن والوں نے بات کی۔ اس پہ بھی محترمہ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو پیغام بھیجا کہ آئیں یہ جو مسئلہ کشمیر ہے اس پہ ہم مشترکہ strategy بناتے ہیں اور اکٹھا جلوس نکالیں۔ اس موضوع پہ بھی یہ اکٹھا نہیں ہونا چاہتے۔ قومی مسائل پہ اکٹھا نہیں ہونا چاہتے۔ دنیا کے جو ترقی یافتہ democratic مہذب ممالک ہیں ان میں کسی جگہ یہ نہیں ہوتا۔ قومی مسائل اپنی جگہ پر۔ جب محترمہ امریکہ کے دورے پہ تشریف لے کر گئیں تو کلنٹن صاحب نے اس بات کا برا نہیں منایا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن بھی ان سے ملے بلکہ وہ خوش ہوئے اور ہمیں بھی اس پہ فخر ہے کہ وہاں کی حکومتی پارٹی اور لیڈر آف دی اپوزیشن دونوں نے محترمہ کو بہت زیادہ عزت دی۔ یہاں پہ دوسری جانب سے بات کی گئی کہ نواز شریف کو موقع نہیں ملا اور ان کو موقع ملا ہے نہ جانے انہوں نے کون سی سودے بازی کی ہے؟ پاکستان پیپلز پارٹی سودے بازی پہ یقین نہیں رکھتی۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے کبھی ملکی مفادات کا سودا نہیں کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے کبھی جمہوریت پہ سمجھوتہ نہیں کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے کبھی اصولوں پہ سمجھوتہ نہیں کیا۔ تو کیا تھا ہمارے پاس جو ہم جا کر بیچ سکتے تھے؟ کبھی ہم نے ایسا نہیں کیا نہ کبھی ہم ایسا سمجھوتہ کریں گے۔ یہ محترمہ کی ایک international personality ہے۔ تمام ملک کو بشمول اپوزیشن سیاسی تنازعے اپنی جگہ پر، سیاسی مخالفت اپنی جگہ پر اس بات کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ محترمہ ایسی ایک بین الاقوامی شخصیت ہیں جن کی وجہ سے ملک کو بہت زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے اور ہمیں یہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ان کی personality ایک internationally acceptable personality ہے بطور رہنما جو ملک میں کسی دوسرے شخص کو اس وقت حاصل نہیں۔ اور لوگوں نے اپنی international personality سے بہت سارے ممالک نے فائدہ اٹھایا ہے۔ جناب چیئرمین! اپنے ممالک کے لئے ہم بھی یہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن یہ امریکہ کے دورے کو اس طرح لے رہے تھے جیسے وہ دورہ پاکستان پیپلز پارٹی کا دورہ ہے۔ پاکستان کے مفادات کے لئے تھا کسی کی ذات کے لئے نہیں تھا۔ انہوں نے اپنی ذات کو پس پشت ڈال کر

ملک• کو اجاگر کیا۔ میں وہاں تھا۔ جناب چیئرمین! کتنی دلیری اور بہادری کے ساتھ محترمہ نے اپنے ملک کا کیس وہاں پر پیش کیا ان کے ملک میں بیٹھے ہوئے ان پر جس طرح تنقید کی اس پر انہیں خراج تحسین پیش کیا جانا چاہیئے۔ اور میں حیران ہوں کہ یہاں پر صرف مخالفت کے لئے صرف اپنی ذاتی اختلافی انا کو تسکین پہنچانے کے لئے تمام کاوشوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! حقیقت پسندانہ سٹائل سیاست میں نہیں ہے۔ اور اسی سے آنے والے وقتوں میں دقتیں پیدا ہوں گی۔ اور جو سلوک ۱۴ نومبر ۱۹۹۴ء کو صدر پاکستان کے ساتھ جناب والا کیا گیا اگر اس سلوک کو ایک مسلمہ سلوک بنا لیا جائے تو آئندہ کون ملک کا صدر اس طرح آ کر وہاں پر بات کر سکے گا۔ کوئی بھی شخص کسی بھی وقت وزیراعظم بن سکتا ہے' ماضی میں وزیر اعظم بنے بھی' پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ اقتدار میں تو نہیں رہی۔ ہم تو اس بات کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ کہ حکومت آنی جانی چیز ہے۔ حکومتیں آتی ہیں حکومتیں جاتی ہیں۔ کوئی شخص بھی وزیر اعظم اور صدر پاکستان بن سکتا ہے۔ لیکن جو بھی بنے اس کو ایک جو due قسم کی عزت ہے وہ ضرور دینی چاہیئے' اسی میں ملک کی عزت ہے' اسی میں اس ادارے کی عزت ہے جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں' اگر اس کے لیڈر کی عزت نہ رہی تو پھر کسی کی عزت ہو سکتی ہے؟ اور آنے والے وقت میں کیا ہوگا ٹھیک ہے اگر آپ حکومت ختم کرنا چاہتے ہیں ایک due وقت سے پہلے آپ کرنا چاہتے ہیں آپ کو یہ حق ہے آکے بسم اللہ کریں لیکن sanctity کو مجروح نہ کریں۔ انسٹیٹیوشن کی sanctity مجروح ہونے سے تمام جمہوری process ناکام ہو جائے گا۔ اور یہ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خواہ آپ لونگ مارچ جانتے ہوں' یا نہ جانتے ہوں۔ آپ جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہوں' جو tacts بھی جانتے ہوں' آپ اختیار کریں انشاء اللہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنا tenure پورا کرے گی۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی کا tenure پورا کرنا خود پاکستان پیپلز پارٹی کی کوئی اپنی عزت یا اپنے مفاد میں نہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا tenure پورا کرنا اس ملک میں جمہوری اداروں کے حق میں ایک بہت بڑی فتح ہوگی۔ اگر کسی بھی جمہوری ادارے نے آج تک tenure مکمل نہیں کیا۔ اس دفعہ انشاء اللہ تعالی اللہ کے فضل وکرم آنے والا وقت یہ بات بتائے گا کہ tenure پورا ہوگا تو اس میں کل کو آپ بھی آسکتے ہیں' آپ کو بھی ایک تقویت ہوگی کہ آپ کے پاس ایک مدت جس پر آپ اپنے منصوبے ملک کے لئے آگے لے جا سکتے ہیں اگر آج پاکستان پیپلز پارٹی اپنا' tenure مکمل نہیں کرتی تو کل کو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ کوئی اور سیاسی پارٹی

اپنا tenure مکمل کر سکے گی؟ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے لئے، جمہوری process کے لئے ایک غلط بات ہو گی۔ لہذا یہاں پر ایک ایسے ورکنگ ریلیشن شپ کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! جو یہاں پر اپوزیشن اور حکومت کو حقیقی معنوں میں دو پہیوں کی طرح جو اس ملک کو آگے لے کے چلے ایسی ورکنگ ریلیشنز شپ قائم کرنے کی ضرورت ہے، اس ورکنگ ریلیشنز شپ میں ہماری طرف سے متعدد دفعہ خیرسگالی کے پیغامات بھیجے گئے ہیں۔ لیکن نہ جانے کیوں دوسری طرف سے اتنی ہٹ دھرمی کی جا رہی ہے۔ لہذا آج اس معزز ایوان میں بات کرتے ہوئے میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ حکومت کی پیش کش کو کسی کمزوری کی بنیاد مت سمجھیں آپ حکومت کی پیش کش کو اس ملک میں سیاسی اداروں کی مضبوطی کے لئے ایک مستحکم قدم قرار دیتے ہوئے آپ آگے بڑھیں اور یہاں پر قومی اور انٹرنیشنل کشمیر جیسے پرابلم پر کراچی جیسے پرابلم پر، نیوکلیئر پالیسی پر اور مہنگائی، بیروزگاری اور دوسرے مسائل پر ایک ایسی پالیسی بنانے میں معاون اور مددگار ثابت ہوں جو تمام پاکستان کے غریب لوگوں کو اور پھر جو یہاں پر محترمہ ابھی آپ نے بات فرمائیں کہ یہاں پر چند لوگوں کی چند صدی حکومت ہے۔ دو فیصد لوگ یہ تو انگریزوں کے وقت سے ہمیں ورثہ میں ملے ہیں وہ ہر حکومت کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن اگر آپ جدوجہد کرنے والے لوگوں کو آج یہ کہیں کہ وہ آمر ہیں اور آمریت کے پٹھوؤں کو آپ جمہوری قرار دیں تو پھر انصاف نہیں ہوگا۔ یہاں پر ابھی کہا گیا میر صاحب نے کہا۔ جناب چیئرمین کہ پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت کی دشمن ہے، پاکستان پیپلز پارٹی نے جمہوریت کو برباد کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کا وجود نہ ہوتا، اگر محترمہ کی قیادت نہ ہوتی تو پاکستان میں جمہوریت جیسی کوئی چیز یہاں نہ ہوتی۔ آپ ۱۹۷۷ کی طرف جائیں، آپ ۷۸ء کی تاریخ دیکھیں کہ اس کی کیا contentemporary position کیا تھی۔ کہ ایک طرف ایران میں وہاں کے علماء جو ہیں وہاں کی شخصی حکومت کو، وہاں کی کنگ شپ کو وہاں کی ملوکیت کو ختم کرنے کے لئے میدان میں نکلے تھے اور انقلاب کی طرف جا رہے تھے اور یہاں کی کیا پوزیشن تھی پولیٹکس کی کہ ایک آمر جو رات کے اندھیرے میں بندوق اپنے ہاتھ میں لے کر اس ملک پر قبضہ کر بیٹھا، اس کے یہاں کے ہمارے کئی علماء اور راہنما، علماء جن کو علماء کہنا مذہب کی توہین ہے، اسلام کے نام پر، دین کے نام پر، ان کو یہاں پر ملوکیت کے لئے کام کرنے کے لئے استعمال کررہے تھے، ان کو صدر سے خلیفہ بنانا چاہتے تھے، اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے اگر آپ اس وقت کے پیج اٹھا کر دیکھیں تو۔ تو یہ contemoprary position میں ایک عجیب کردار تھا اور وقت یہ پاکستان پیپلز پارٹی تھی جس کے نوجوانوں نے، جس کے چیئرمین شہید ذوالفقار علی بھٹو نے، چیئرمین شہید ذوالفقار علی

بھئی کہ جب میں یہاں پر نام لیتا ہوں تو دوسری طرف سے ایک فقرہ جناب والا ساجد میر صاحب کی طرف سے کہا گیا ' وہ کہتے ہیں کہ محترمہ نے اور ان کے خاندان نے جتنے بھی دورے کیے ہیں اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے کیے ہیں ' تو میں یہاں پر جناب چیئرمین صاحب ان کی بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا 20 سال تک چیئرمین شہید یہاں کی قومی اور بین الاقوامی سیاست پر چھائے رہے ' دنیا کا کوئی ایسا head of the state نہیں تھا سوائے کسی ایک آدھ کے and acception is always there جس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جو ان کی قیادت کا لوہا نہیں مانتا تھا ' جس کے ساتھ ان کے ذاتی تعلقات نہیں تھے ' لیکن کیا کوئی اس معزز ہاؤس بتا سکتا ہے کہ ایک کارخانہ لگایا ؟ ایک مل لگائی ؟ کس جگہ تجارت کی ؟ کچھ پیسہ کمایا ؟ غیر ملکی تحائف آئے ' ذاتی طور پر رقومات ان کو دی گئیں ' جناب والا یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ وہ قومی خزانے میں جمع کرا دیں ' تحفے بھی جمع کرا دیئے ' یہاں تو تحفوں سمیت کئی چیزیں گھروں میں چلی گئی ہیں ' وہاں پر پل پوس رہی ہیں ۔ جناب والا کس کس کی بات کریں ۔ اور یہاں پر ملوں نے بچے دیئے ' 6 سے 36 بن گئیں اور لوگ اس کو پوجتے رہے ' سرمایہ کو پوجتے رہے ' اس لئے کہ تھیلیاں گھروں میں جاتی ہیں ۔ جناب والا ! politics میں لوٹا کریسی آ رہی ہے ' کافی آ گئی ہے ' باقی کو روکنا کس ملک کے مفاد میں ہو گا ' سب کو اس بات پر سوچنا چاہیئے ' یہ نہ ہو کہ آج جن لوگوں کو دو ارب روپے کی سلامی ملی ہے کل وہ 8 ارب روپیہ یہودی لے کر آئے اور تمام اسمبلیاں خرید جائے ' اس کے لئے یہاں پر nationalism کی ضرورت ہے ' یہ ملک ہمارا ملک ہے ' ہمیں یہاں پر جمہوریت کے لئے کوڑے لگے ' پاکستان پیپلز پارٹی کے نوجوانوں نے جانیں دیں ' محترمہ نے ڈنڈے کھائے اور ان کے خاندان کو نشانہ بنایا گیا ۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں کوئی فکر نہیں ' ہم نے جمہوریت کے لئے کیا ' ہم نے جمہوریت پالی ' کبھی اپوزیشن میں ' کبھی حکومت میں ' حکومت آنی جانی ہے ' ہم اس کے طالب نہیں کہ ہمیشہ سدا یہاں بیٹھے رہیں لیکن ہم سدا politics ضرور کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ! چیئرمین شہید نے کہا کہ میں سیاست میں زندہ رہنا چاہتا ہوں ' ہم بھی سیاست میں زندہ رہنا چاہتے ہیں ' ہم کوئی ایسی حرکت نہیں کرنا چاہتے ' ہم کوئی ایسی victimization نہیں کرنا چاہتے جس میں قانون کو یک طرفہ ٹریفک بنا دیں ۔ ساجد میر صاحب نے کہا یک طرفہ ہے ' بالکل یک طرفہ نہیں ' یک طرفہ ٹریفک وہ تھی جب عدالتوں میں ہمیں وکیل کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی ' یک طرفہ ٹریفک وہ تھی کہ ادھر سزا ہوتی ہے اُدھر ٹیلی ویژن پر پہلے آ جاتا تھا اور کوڑے بعد میں لگائے جاتے تھے ' وہ قانون کی یک طرفہ ٹریفک تھی ۔ جناب والا ! ہم قانون کی یک طرفہ ٹریفک پر یقین نہیں رکھتے ' ہم قانون کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے ' آج اگر قانون کی یک طرفہ ٹریفک ہوتی تو پچھلے دنوں

ایم -این-اے محترمہ کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ ہم قرآن اٹھانے کے لیے تیار ہیں کہ اسمبلی کے ایک ممبر پر یہ غلط مقدمہ بنا ہے ' یک طرفہ ٹریفک ہوتی تو جب polarization اتنی زیادہ ہے ' جب اتنی کم تعداد پر ہماری حکومت قائم ہے ' ہم کسی کو ناراض کرنا چاہیں گے ؛ ہم کسی کو ناراض نہیں کرنا چاہیں گے ۔تو وہاں پر اسی وقت ایک اشارے سے اس کو رہا کر دیا جاتا ' لیکن محترمہ نے کہا کہ نہیں انصاف ہو ' جو قانون کا process ہے اس سے گزرو ' اس سے گزر کر آئے آؤ۔ جناب والا ! آج ایم ۔ کیو۔ ایم والوں کو ہمارے ساتھی بھائی ہیں ' پاکستانی ہیں ' politics کے خیالات میں تبدیلی اپنی جگہ ہے ' ہماری کوشش ہے -----

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جہانگیر بدر صاحب آپ جاری رکھیں ۔میں آپ کو دو منٹ دیتاہوں ۔

جناب جہانگیر بدر ۔نہیں میں دو منٹ میں نہیں کر سکوں گا ۔ میں پھر اگلی دفعہ کرلیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔چلیں پھر پانچ منٹ لے لیجئیے۔

جناب جہانگیر بدر ۔نہیں جناب مشکل ہے ' میں ختم نہیں کر سکوں گا۔ میں تقریر جاری رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔

So I think the House is adjourned to meet again on sunday, 21st May at 5 O'clock.

[The House is adjourned to meet again on sunday at 5 of the clock in the evening on 21st May, 1995]

PCPPI—4546(97) Senate—10-11-97—180.